محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

گمشدگی کا راز

اشتیاق احمد

ایم آئی ایس پبلشرز

پہلا دھماکہ

ان کے دروازے پر دستک ہوئی۔ تینوں کے کان یک دم کھڑے ہوگئے۔۔

''ہوشیار۔۔۔ خبردار! اس گھنٹی سے گیس کی بو آرہی ہے۔'' فاروق نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے۔'' فرزانہ مسکرائی۔

''میں تم دونوں کے خیال کی تائید کیے دیتا ہوں۔۔ لیکن ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔۔ دروازہ تو کھولنا ہوگا اور میں جا رہا ہوں۔۔'' یہ کہتے ہوئے محمود اٹھ کھڑا ہوا۔

''لیکن! تم اتنا تو کر سکتے ہو کہ دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھ لو۔۔ باہر کون ہے۔'' فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

''ہاں! کیوں نہیں۔۔ فکر نہ کرو۔''

محمود نے دروازے پر پہنچ کر پرسکون آواز منہ سے نکالی:

''جی۔۔ کون صاحب ہیں۔''

''مم۔۔ میں۔۔۔ میں کیا بتاؤں۔۔۔ مہربانی فرما کر دروازہ کھول دیں۔''

باہر سے ایک خاتون کی آواز سنائی دی۔۔ اتنی دیر میں محمود میجک آئی سے باہر کھڑی خاتون کو دیکھ چکا تھا۔۔ اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ خاتون برقعے میں تھی اور اس کے ساتھ ایک بارہ سال کا لڑکا بھی تھا۔۔ ان کے پیچھے ٹیکسی کھڑی تھی۔۔ ظاہر ہے، وہ دونوں اس پر آئے تھے۔۔ اور خاتون نے اسے روک رکھا تھا۔

محمود نے فوراً دروازہ کھول دیا۔۔

''یہ۔۔ انسپکٹر جمشید کا گھر ہے نا۔''

''جی بالکل۔''

''تب میں ٹھیک جگہ پہنچی۔۔ کیا وہ گھر پر ہیں۔''

''ابھی آئے نہیں۔۔۔ آنے والے ہیں۔۔۔ آپ اندر آجائیں۔۔۔ اور ٹیکسی والے کو فارغ کردیں۔۔۔ یہ بے چارہ کب تک رکا رہے گا۔۔۔ یہاں ٹیکسی فوراً مل جاتی ہے۔''

''اچھی بات ہے۔۔'' یہ کہ کر وہ لگی ٹیکسی کی طرف مڑنے۔

''آپ اندر چلیں۔۔ میں اسے فارغ کردیتا ہوں۔''

''جی اچھا۔۔ یہ پیسے لے لیں۔''

''آپ اندر چلیں۔۔ میں آکر لے لیتا ہوں۔''

وہ لڑکے کے ساتھ اندر داخل ہوگئی۔۔ محمود نے ٹیکسی کا بل دیا اور اندر آگیا۔ اس وقت تک بیگم جمشید خاتون کو اپنے کمرے میں لے جاچکی تھیں۔۔ جلد ہی وہ باہر آگئیں۔

''محمود، فاروق اور فرزانہ تم اندر آ کر ان کی بات سن لو۔''

''جی اچھا!''

تینوں اس خاتون کے سامنے جا بیٹھے.. وہ بدستور برقعے میں تھی..

''جی فرمایئے... کیا معاملہ ہے۔''

''پندرہ دن سے میرے خاوند غائب ہیں.. پولیس اب تک کچھ بھی نہیں کر سکی... کسی نے مجھے یہاں آنے کا مشورہ دیا.. غرض مند دیوانہ ہوتا ہے.. میں چلی آئی.. لیکن انسپکٹر صاحب تو..''

''آپ فکر نہ کریں... وہ آتے ہی ہوں گے... آپ تفصیل بتا دیں..''

''پندرہ دن پہلے شام کے وقت ایک شخص اپنی کار میں آیا تھا.. اندر آ کر اس نے میرے خاوند سے کچھ بات کی.. میرے خاوند اس کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ انہوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا.. بس اتنا کہ ان کے ساتھ جا رہا ہوں... ایک ضروری کام ہے.. ایک دو گھنٹے تک لوٹ آؤں گا.. اس شخص کا نام انہوں نے ٹونی بتایا تھا اور وہ انہیں ماڈل سٹی لے جانا چاہتا تھا.. بس اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ وہ خدا حافظ کہہ کر چلے گئے.. جب رات گئے تک نہ آئے تو میں نے ادھر ادھر ہر طرف فون کیے... کچھ پتا نہ چلا... رات بھر ہم پریشان۔ صبح بھی وہ نہ لوٹے... آخر پولیس اسٹیشن جا کر رپورٹ درج کرائی... آج اس واقعے کو پندرہ دن ہو گئے ہیں... لیکن پولیس کچھ معلوم نہیں کر سکی.. میں اکیلی عورت ہوں، دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں... بیٹا بیٹیوں سے چھوٹا ہے... لہٰذا گھر میں چھوٹے بیٹے کو بہنوں کے پاس چھوڑ کر آئی

ہوں... رو رو کر ہم سب کا برا حال ہو گیا ہے... دور دور تک کوئی امید نظر نہیں آئی.. پولیس کوئی حوصلہ افزا بات نہیں کرتی... بس یہ کہہ دیتے ہیں، تلاش کر رہے ہیں، مل جائیں گے... فکر نہ کریں...'' یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔

''آپ کے قریبی عزیز رشتے دار نہیں ہیں.. جو اس سلسلے میں آپ کی مدد کر سکیں۔''

''میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں.. خاوند بھی اکیلے ہیں.. ان حالات میں بس ہم اکیلے ہی ہیں.. پڑوس کے لوگ ہیں... وہ بے چارے سوائے ہمدردی کے اور کیا کر سکتے ہیں... صبح شام محلے کی عورتیں میرے پاس آتی ہیں اور بیٹھ کر چلی جاتی ہیں..''

''اچھی بات ہے.. آپ کے خاوند کرتے کیا ہیں۔''

''وہ کیمیکل انجینئر ہیں.. ایک فرم میں ملازم ہیں.. فرم کا نام ہے ہوکان کیمیکل انجینئرنگ ورکس۔''

''آپ نے ان کی فرم والوں سے رابطہ کیا؟''

''جی ہاں! فرم کے مالک بہت اچھے آدمی ہیں... وہ بھی کئی بار گھر کے چکر لگا کر بات چیت بھی کرتے رہے ہیں... مطلب یہ کہ ان سے جو کچھ ہو رہا ہے، وہ کر رہے ہیں.. نقد رقم بھی مجھے دے گئے تھے..''

''ان کا نام؟''

''واصف طوفانی۔''

''فرم کا فون نمبر وغیرہ۔''

''جی ہاں! سب کچھ ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے فون نمبر لکھوا دیے۔

''پولیس اسٹیشن کون سا لگتا ہے۔''

''فرخ آباد۔''

''اچھی بات ہے... ہم آپ کو گھر تک چھوڑ آتے ہیں... اس کے بعد ان کے کیس پر کام شروع کریں گے... آپ پوری طرح مطمئن رہیں... اگر آپ کے خاوند زندہ ہیں تو ہم انہیں آپ تک پہنچا دیں گے، ان شاء اللہ! اور اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ہے تو بھی ہم ان کا سراغ ضرور لگائیں گے... تاکہ آپ کی الجھن تو ختم ہو جائے.. ورنہ اس طرح تو آپ لوگ ساری زندگی پریشان رہیں گے۔''

''آپ ایسی بات نہ کریں... ہمارے دل گواہی دے رہے ہیں کہ وہ زندہ سلامت ہیں۔''

''اللہ کرے ایسا ہی ہو... آیئے چلیں۔''

''میں ٹیکسی میں چلی جاؤں گی۔''

''جی نہیں... ہمیں آپ کا گھر بھی دیکھنا ہے... اور وہاں کچھ کام بھی انجام دینا ہیں۔''

''جی... کیا مطلب؟''

''ان کی تصاویر.. ان کی انگلیوں کے نشانات، ان کے بارے میں تمام تر معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔''

''اوہ... پولیس نے تو ایسا کچھ نہیں کیا۔'' وہ چونک کر بولی۔

''اسی لیے تو وہ اب تک کچھ نہیں کر سکے... آیئے چلیں۔''

وہ انہیں باہر لے آئے... بیگم جمشید نے بھی انہیں سینے سے لگا کر تسلی دی... بچے کو پیار کیا... مسلسل رونے کی وجہ سے اس کی حالت بہت

خراب نظر آ رہی تھی۔

پھر وہ انہیں اپنی کار میں ان کے گھر لے آئے... خاتون انہیں اندر لے آئی۔

''پہلے تو آپ اپنا نام بتا دیں۔''

''میرا نام عائشہ ہے...''

''فاروق عثمان صاحب کی تصاویر، کاغذات... ملازمت کے کاغذات وغیرہ سب کچھ نکال کر لے آئیں۔''

''حیرت ہے... کمال ہے... پولیس نے تو ایسا کوئی کام بالکل نہیں کیا۔''

''ہمارا طریقہ اپنا ہے... ان کا اپنا...''

پھر خاتون نے تمام چیزیں ان کے سامنے لا کر رکھ دیں... اور بولی۔

''آپ چائے پینا پسند کریں گے یا کوئی چیز۔''

جب آپ ہمارے گھر آئی تھیں، اس وقت ہم شام کی چائے پی کر فارغ ہوئے تھے اور ہم اپنے وقت کے علاوہ کچھ نہیں کھاتے پیتے، لہٰذا تکلف نہ کریں اور ہمیں اپنا کام کرنے دیں...''

پھر وہ ان کاغذات میں گم ہو گئے۔ انہوں نے ضروری چیزیں ایک فائل میں الگ کر لیں۔ آخر خاتون سے بولے:

''ہم نے سب چیزیں الگ کر لی ہیں... یہ فی الحال ہمارے پاس رہیں گی... ان کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے خاوند کیمیکل انجینئرنگ کی تعلیم کے لیے ملک سے باہر بھی گئے تھے۔''

''جی ہاں، یہی بات ہے۔''

''اچھی بات ہے... آپ دعا کریں.. کام شروع کرتے ہیں۔''

وہ اُٹھ کھڑے ہوئے... انہوں نے رخصتی انداز میں ہاتھ ہلائے اور بولے:

''السلام علیکم۔''

''وعلیکم السلام۔''

وہ انہیں دروازے تک رخصت کرنے آئیں.. ایسے میں محمود نے کہا:

''آپ کو مالی پریشانی تو نہیں ہے۔''

''نہیں.. ایسی کوئی بات نہیں.. ان کی تنخواہ معقول ہے اور اس میں سے ہر ماہ کافی پیسے بچا لیتے ہیں.. گھرانہ مختصر ہے..''

''ٹھیک ہے.. اللہ نے چاہا تو ہم بہت جلد آپ کو خوش خبری سنائیں گے۔''

وہ باہر نکل کر کار میں آ بیٹھے۔

''کیا خیال ہے... پہلے گھر چلیں... اور ابا جان سے اس کیس پر بات کریں یا کچھ کام کرنے کے بعد گھر جائیں۔''

''ابا جان نے اگر پوچھ لیا... کہ اب تک تم نے کیا کیا... تو کیا جواب دیں گے۔'' فرزانہ بولی۔

''اچھی بات ہے.. پہلے پولیس اسٹیشن چلتے ہیں۔''

وہ فرخ آباد کے پولیس اسٹیشن پہنچ گئے۔ وہاں انسپکٹر خاور بہلول موجود تھے.. اس نے انہیں کار سے اترتے دیکھا تو بہت حیران ہوا..

''السلام علیکم... ہم ایک سلسلے میں آپ سے ملنے کے لیے آئے ہیں۔''

''پہلے تو یہ بتائیں... یہ آپ لوگ کار کیسے چلاتے پھر رہے ہیں... کیا ہمارے ملک میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں رہی... غضب خدا کا... آپ کار چلاتے پھر رہے ہیں... اور اسی حالت میں پولیس اسٹیشن میں بھی آ گئے ہیں... کیا آپ کو معلوم نہیں... کار چلانے کے لیے لائسنس کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور لائسنس کم عمر نوجوانوں کو جاری نہیں ہوتے۔''

''یہ سب باتیں ہمیں معلوم ہیں... لیکن آپ کو ایک بات معلوم نہیں۔'' محمود مسکرایا۔

''اور وہ کیا؟''

''یہ کہ ہمارے پاس خصوصی اجازت نامہ موجود ہے، اس کی بنا پر ہم کار چلا سکتے ہیں اور چلاتے ہوئے کسی پولیس اسٹیشن بھی آ سکتے ہیں۔''

''خصوصی اجازت نامہ... کیا مطلب... یہ کیا بات ہوئی... کہاں ہے اجازت نامہ۔''

''یہ رہا۔'' محمود نے اجازت نامہ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

وہ ادھیڑ عمر کا ایک سنجیدہ سا آدمی تھا.. اجازت نامہ دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت دوڑ گئی.. اس نے کہا:

''اوہو... یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں... یہ آپ لوگ ہیں... معاف کیجیے گا... میں آپ کو پہچانتا نہیں۔''

''کوئی بات نہیں.. اب پہچان لیں.. اور ہمیں فاروق عثمان غوری کے بارے میں بتائیں۔''

''فاروق عثمان غوری.. کون فاروق عثمان؟''

''اس نام کے ایک صاحب.. پندرہ دن پہلے غائب ہو گئے ہیں.. وہ کیمیکل انجینئر ہیں... کوئی شخص ان سے ملنے کے لیے آیا تھا... اس نے نہ جانے ان سے کیا بات کی.. وہ اس کے ساتھ چلے گئے اور لوٹ کر نہیں آئے.. ان کی بیوی صرف اتنا بتا سکتی ہیں کہ وہ شخص انہیں ماڈل ٹی لے جانا چاہتا تھا اور بس۔''

''اچھی طرح معلوم ہے جناب.. اچھی طرح... ہم نے ان کی تلاش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی... لیکن ابھی تک ہم تلاش میں کامیاب نہیں ہو سکے۔''

''آپ نے اس سلسلے میں کیا کچھ کیا؟''

''ہم نے ماڈل ٹی کے کئی چکر لگائے.. ان کے شناختی کارڈ پر موجود تصویر لوگوں کو دکھائی کہ یہ شخص اس طرف کہیں نظر آیا... کسی نے ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا.. اس سے زیادہ بھلا ہم کر بھی کیا سکتے تھے۔''

''جس فرم میں وہ کام کرتے ہیں... کیا آپ وہاں بھی گئے؟''

''نہیں.. اس گم شدگی کا تعلق فرم سے تو ہے ہی نہیں.. انہیں تو کوئی گھر سے لے کر گیا ہے... اگر وہ شخص فرم سے لے کر جاتا تو ہم وہاں تفتیش کرتے۔''

''ہوں اچھا شکریہ۔'' یہ کہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

''تو آپ اس کیس پر کام کر رہے ہیں۔''

''ہم اپنے آپ اس طرف متوجہ نہیں ہوئے.. ان کی بیوی ہمارے پاس آئی تھیں... اس لیے ہم نے کام شروع کیا ہے... آپ کو کوئی اعتراض تو

نہیں۔''

''بھلا مجھے کیوں اعتراض ہونے لگا.. ویسے یہ شخص ملے گا نہیں.. ظاہر ہے کسی نے اسے ٹھکانے لگا دیا ہے۔''

''لیکن کیوں... وہ کوئی دولت مند آدمی نہیں ہے... پھر کیوں کوئی اسے ٹھکانے لگانے لگا۔''

''کوئی اور وجہ ہوگی... دشمنی کا کیس بھی ہو سکتا ہے... یا پھر یہ صاحب خود ہی کسی وجہ سے غائب ہو گئے ہوں گے۔''

''اچھی بات ہم چلتے ہیں..''

اب ان کا رخ شوکان کیمیکل ورکس کی طرف تھا.. وہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھا، وہ ایک بڑی فرم تھی... بہت وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی تھی... اس کا صدر دروازہ کسی قلعے کے دروازے جیسا تھا۔ وہ دروازے کے سامنے کار سے اترے.. دروازے پر مسلح پہرے دار موجود تھے، بائیں ہاتھ ایک کیبن تھا۔ اس کی پیشانی پر استقبالیہ لکھا ہوا تھا۔ تینوں اس کی طرف بڑھ گئے... کیبن میں ایک نوجوان آدمی چوکس بیٹھا نظر آیا۔

''ہمیں فرم کے منیجر صاحب سے ملنا ہے۔''

''خیریت ہے۔'' اس نے منہ بنایا۔

''فرم کا ایک ملازم پندرہ دن سے غائب ہے... ہم اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔''

''آپ تو ابھی خود بچے ہیں..''

''ہمارا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے۔''

''کیا واقعی... محکمہ سراغرسانی میں بچے بھی ملازم ہیں۔''

''جی نہیں... ہم تنخواہ کے بغیر کام کرتے ہیں۔'' محمود نے منہ بنایا۔

''میرا خیال ہے... وہ بہت مصروف ہیں... آپ سے ملاقات نہیں کر سکیں گے۔''

''تب پھر فاروق عثمان غوری صاحب کے بارے میں جو صاحب بھی ہمیں بتا سکیں... ہماری ملاقات ان سے کرا ئیں۔''

''آپ نے کیا نام بتایا... فاروق عثمان غوری۔'' اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہاں! بتایا تو یہی نام ہے۔''

''اس نام کے شخص تو پندرہ دن پہلے ملازمت سے استعفیٰ دے کر جا چکے ہیں۔''

''کیا!!!'' وہ ایک ساتھ بولے۔

''میری معلومات تو یہی ہیں... ٹھہریے میں آپ کو وزیر خان سے ملوا دیتا ہوں... وہ اس بارے میں آپ کو بتا سکیں گے... لیکن اس سے پہلے آپ میرا اطمینان کرا دیں... کہ کیا آپ کا تعلق واقعی محکمہ سراغرسانی سے ہے۔''

''ہاں بالکل!'' محمود نے کہا اور اپنا کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے کارڈ کو پڑھا اور پھر فون پر بات کرنے لگا... آخر فون رکھ کر اس نے کہا:

''آپ سیدھے اندر چلے جائیں... کمرہ نمبر 239 تک پہنچ جائیں گے۔ اس میں وزیر خان موجود ہیں۔''

''ان کا عہدہ کیا ہے۔''

''سپروائزر ہیں... فاروق عثمان غوری انہی کے ماتحت کام کرتے تھے۔''

''اچھی بات ہے... شکریہ!''

اب وہ کمرہ نمبر 239 میں پہنچے... وزیر خان ایک بھاری بھرکم سا آدمی تھا... اس کی آنکھیں بالکل گول تھیں... دیکھنے میں کافی تیز نظر آتا تھا۔

''آپ وزیر خان ہیں۔''

''ہاں! یہ کیا مذاق ہے... مجھے تو بتایا گیا تھا کہ محکمہ سراغرسانی سے کچھ لوگ آئے ہیں۔''

''ہاں! ہم ہی ہیں۔''

''کیا مطلب...''

''یہ رہا ہمارا کارڈ... اور آپ ہمیں فاروق عثمان کے بارے میں بتائیں... آپ کو معلوم ہیں... وہ پندرہ دن سے غائب ہیں۔''

''معلوم ہے... لیکن پندرہ دن پہلے ہی وہ یہاں سے استعفیٰ دے کر جا چکا ہے۔''

''کیا انہوں نے خود استعفیٰ دیا تھا۔''

''نہیں... اس نے استعفیٰ لکھ کر ڈاک کے ذریعے بھیج دیا تھا۔''

''آپ لوگوں نے ان کے گھر والوں سے رابطہ کیا۔''

''ہاں کیا... ادھر سے معلوم ہوا... وہ غائب ہیں... وہ ملتے تو ہم ان سے بات کرتے نا... ویسے وہ بہت بہترین انجینئر ہے... جونہی اس کی گمشدگی کا مسئلہ حل ہوا اور اس کی واپسی ہوئی... فرم اس سے ضرور رابطہ کرے گی اور پھر واپس لانے کی کوشش کرے گی۔''

''خوب! ہمیں اس کی فائل چاہیے.. ملازمت کی فائل۔''

''میں فرم کے مالک کی اجازت کے بغیر وہ آپ کو نہیں دے سکتا۔''

''آپ ان سے پوچھ لیں.. اگر وہ دینے سے انکار کریں گے تو ہم محکمے کے احکامات کے ذریعے وہ فائل حاصل کریں گے۔'' محمود نے سخت لہجے میں کہا۔

اس نے تیز نظروں سے گھورا.. پھر فون پر نمبر ملایا اور لگا ان کے بارے میں بات کرنے.. آخر اس نے فون کا ریسیور رکھ دیا اور بولا:

''فرم کے مالک کہ رہے ہیں... ہم آپ لوگوں کو اس طرح فائل نہیں دے سکتے.. محکمے کی طرف سے باقاعدہ تحریر آئے گی، تب دیں گے۔''

''اچھی بات ہے.. فرم کے مالک کا کیا نام ہے؟''

''واصف طوفانی۔''

وہ اٹھ کھڑے ہوئے.. وزیر خان کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ نظر آئی.. محمود نے اس کو فوراً نوٹ کیا اور بولا:

''کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ ہم وہ فائل حاصل نہیں کر سکیں گے۔''

''نہیں.. بھلا میں یہ خیال کیوں کرنے لگا۔'' اس نے جلدی سے کہا اور طنزیہ مسکراہٹ اس کے چہرے سے غائب ہوگئی۔

وہ باہر نکل آئے.. انہوں نے سب انسپکٹر اکرام کے نمبر ڈائل کیے۔ سلسلہ ملنے پر محمود نے کہا:

''محمود بات کر رہا ہوں انکل۔''

''ہوں.. کیا معاملہ ہے۔''

''شہر میں ایک فرم ہے.. شوکان کیمیکل ورکس.. اس کے مالک کا

نام واصف طوفانی ہے.. مل اسارم کالونی میں واقع ہے... اس کے مالک کو محکمے کی طرف سے حکم جاری کر دیں کہ وہ فاروق عثمان غوری کی فائل امانت کے طور پر محکمے کے حوالے کر دے... فاروق عثمان کیمیکل انجینئر پندرہ دن سے غائب ہے... ہم گم شدگی کے اس کیس پر آج سے کام کر رہے ہیں.. اس لیے کہ ان صاحب کی بیوی نے ہم سے رابطہ کیا تھا۔''

''اچھی بات ہے... میں سمجھ گیا.. ایک گھنٹے کے اندر فائل تم لوگوں تک پہنچ جائے گی۔''

''یہ ہوئی نا بات۔''

اور پھر وہ گھر پہنچ گئے.. ابھی ایک گھنٹا پورا نہیں ہوا تھا کہ فائل ان کے سامنے موجود تھی اور وہ اس کا بغور مطالعہ کر رہے تھے... اور انسپکٹر جمشید ابھی تک نہیں لوٹے تھے۔

ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی... انسپکٹر جمشید آ گئے تھے.. محمود نے فوراً اٹھ کر دروازہ کھول دیا.. جونہی انسپکٹر جمشید اندر داخل ہوئے.. وہ چونک اٹھے۔ ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے:

''خیر تو ہے ابا جان۔''

''نہیں۔'' انہوں نے کہا۔

''کیا مطلب۔'' تینوں چونکے۔

''شہر میں ایک عجیب قسم کا دھماکا ہوا ہے.. اس دھماکے کے بارے میں ماہرین کچھ معلوم نہیں کر سکے.. دھماکا ایک فرم کے اندر ہوا ہے.. جب کہ اس فرم میں تلاشی کے بغیر کوئی بھی اندر نہیں جا سکتا.. اور تلاشی جدید ترین آلات سے لی جاتی ہے... اس ساری احتیاط کے باوجود کوئی دھماکا خیز مواد

اندر لے جانے میں کیسے کامیاب ہوگیا حیرت انگیز بات ہے۔۔''

''لیکن آپ کیوں پریشان ہیں۔''

''اس طرح تو دھماکا خیز مواد سرکاری اداروں میں بھی لے جایا جا سکے گا اور وہاں بھی آسانی سے دھماکے ہوں گے۔۔۔ یہ ہے میری پریشانی کی وجہ۔'' انھوں نے کہا۔

''تب پھر آپ نے پروفیسر انکل سے کیوں رابطہ نہیں کیا؟''

''کر چکا ہوں۔۔ وہ بس آنے ہی والے ہوں گے۔۔ ساتھ میں خان رحمان بھی آ رہے ہیں۔''

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔۔ انھوں نے ریسیور اٹھایا تو ایک کھردری سی آواز سنائی دی:

''پہلا دھماکہ مبارک ہو۔۔ دوسرے کا انتظار کریں۔''

اسی وقت دروازے کی گھنٹی بج اٹھی۔

☆☆☆☆☆

کیا مطلب

''جاؤ محمود۔۔ دروازہ کھول دو۔۔'' وہ فکر مندانہ انداز میں بولے۔

جلد ہی محمود، پروفیسر داؤد اور خان رحمان کے ساتھ اندر داخل ہوا:

''السلام علیکم۔'' دونوں ایک ساتھ بولے۔

''وعلیکم السلام۔۔''

''ہائیں یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں جمشید۔۔ تمھاری صورت پر بارہ بج رہے ہیں۔۔ ایسا تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔''

''ایسی ہی کچھ بات ہے۔۔ ایک فرم میں دھماکا ہوا ہے۔۔''

''یہ خبر دردناک ہے، لیکن نئی تو نہیں۔۔ ایسی خبریں تو آئے دن سننے میں آتی ہیں۔'' پروفیسر بولے۔

''اس میں عجیب بات یہ ہے کہ فرم میں داخل ہونے والوں کی پوری طرح تلاشی لی جاتی ہے۔۔ اس کے باوجود دھماکہ ہو گیا۔۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ دھماکہ عجیب و غریب ہوا ہے۔۔ یعنی اپنی نوعیت کا پہلا دھماکہ۔۔۔ اس میں

کوئی چیز نہیں پھٹی۔۔۔ یعنی لوہے یا شیشے کے ٹکڑے نہیں بکھرے۔۔۔ اس کے باوجود۔۔''

''اس کے باوجود کیا جمشید!''

''تیس آدمی مارے گئے۔۔ شاید وہ کوئی گیس بم تھا۔۔ دھماکا ہوا اور لوگ لمبے لیٹ گئے۔۔ مطلب یہ کہ جس جگہ دھماکا ہوا، وہاں تیس ہی افراد موجود تھے۔۔ ان میں سے ایک بھی نہیں بچا۔''

''تب وہ واقعی گیس بم تھا۔۔ لیکن جمشید آج کے دور میں گیس بم بھی تو نئی چیز نہیں ہیں۔'' پروفیسر داؤد بولے۔

''گیس بم نئی چیز نہیں ہیں۔۔ لیکن بم تو ہوتا ہے نا۔۔ جب کہ اس فرم میں کوئی بم اندر نہیں لے جایا گیا۔۔۔ نہ وہاں بم کے ٹکڑے ملے۔۔۔ آخر دھماکا کیسے ہوگیا۔''

''یہ تو پھر وہاں جا کر ہی معلوم کیا جا سکتا ہے۔۔۔ چلو جمشید۔۔۔ اسی وقت چلتے ہیں۔۔ کیونکہ یہ خبر واقعی اچھی نہیں ہے۔۔۔ اس طرح تو یہ لوگ کہیں بھی دھماکے کرا سکتے ہیں۔''

''جی ہاں! بالکل یہی بات ہے اور انہوں نے اس کا اعلان کر دیا ہے۔''

''اعلان کر دیا ہے۔۔ کیا مطلب۔۔'' وہ ایک ساتھ بولے۔

''مجھے ابھی ابھی ایک گمنام فون وصول ہوا ہے۔۔ فون کرنے والے کی آواز کھردری تھی۔۔ اس نے کہا کہ پہلا دھماکہ مبارک ہو، دوسرے کا انتظار کرو۔''

''کیا!!!'' وہ چلائے۔

''جی ہاں! بالکل یہی بات ہے۔۔ اور اس کا مطلب ہے۔۔ انہوں نے خاص طور پر ہمیں چیلنج کیا ہے۔۔'' انسپکٹر جمشید فکرمندانہ انداز میں بولے۔

''اللہ اپنا رحم کرے۔۔ اٹھو جمشید۔''

وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔۔ لیکن محمود، فاروق اور فرزانہ جوں کے توں بیٹھے رہے:

''کیا بات ہے۔۔۔ تم ساتھ نہیں چلو گے۔۔'' انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

''ہم اس وقت ایک اور کیس میں الجھے ہوئے ہیں اور اس پر کام کرنا بھی ضروری ہے۔۔''

''جلدی سے تفصیل سناؤ۔'' انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

انہوں نے فاروق عثمان غوری کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔۔ ان کے خاموش ہونے پر انسپکٹر جمشید نے پوچھا:

''اور اس فرم کا نام کیا ہے جس میں وہ کام کرتے ہیں۔''

''شوکان کیمیکل ورکس۔''

''کیا!!!'' انسپکٹر جمشید زور سے چلائے۔

مارے حیرت کے ان کا برا حال ہو گیا۔۔ وہ جلدی سے بولے:

''کک۔۔۔ کیا بات ہے ابا جان۔''

''وہ۔۔ وہ دھماکا اسی فرم میں ہوا ہے۔''

''کیا!!!'' اس بار چلانے کی باری ان تینوں کی تھی۔

O

چند لمحے وہ ایک دوسرے کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتے رہے، ایسے میں خان رحمان کی آواز ابھری:

''اللہ اپنا رحم کرے.. اس کیس میں تو شروع ہی سے دھماکے شروع ہو گئے ہیں۔''

''اس کا مطلب ہے... میں اور تم تینوں اتفاق سے ایک ہی کیس میں الجھ گئے ہیں.. یہ دو نہیں ایک کیس ہے۔''

''اب تو یہی بات کہی جا سکتی ہے۔''

''تب پھر تم ہمارے ساتھ چلو... ویسے تمہارا ارادہ اب اس سلسلے میں کیا قدم اٹھانے کا تھا۔''

''ابھی تو ہم نے صرف یہ سوچا تھا کہ آپ کو حالات بتا کر مشورہ کریں گے... اور آپ جو ہدایت دیں گے، وہ کریں گے... لیکن یہاں تو اونٹ اور ہی کروٹ بیٹھ گیا ہے۔'' محمود نے جلدی جلدی کہا۔

''ان اونٹوں میں بس یہی بات ہے... جب دیکھو.. کسی اور ہی کروٹ بیٹھ جاتے ہیں۔'' فاروق نے برا سا منہ بنایا۔ انسپکٹر جمشید نے اسے تیز نظروں سے گھورا، جیسے کہ رہے ہوں... ہے کوئی تک اس جملے کا... فاروق سہم گیا۔

''مم... میں معافی چاہتا ہوں۔''

''کس بات کی۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''اس بات کی کہ مجھے اونٹ کی بات نہیں کرنا چاہیے تھی...''

''حد ہو گئی۔'' فرزانہ جھلا اٹھی۔

''میرا خیال ہے... ہم شوکان کیمیکل ورکس ہو آتے ہیں... اصل میں میں دوسرے دھماکے کے بارے میں فکرمند ہوں.. نہ جانے وہ لوگ کہاں دھماکا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں.. اللہ اپنا رحم فرمائے۔''

پھر وہ شوکان مل کی طرف روانہ ہو گئے... جلد ہی وہ مل کے مالک کے سامنے بیٹھے تھے... اس کا نام واصف طوفانی تھا.. اس کا رنگ اڑا ہوا تھا.. اور وہ کافی بے چین نظر آ رہا تھا:

''ہم اس کمرے کو دیکھنا چاہتے ہیں.. جس میں دھماکا ہوا.. اور یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ ایک کمرے میں اتنے آدمی کیا کر رہے تھے۔''

''وہ کمرہ نہیں بہت بڑا ہال ہے... اس میں کیمیکل تیار کرنے کی مشینیں لگی ہوئی ہیں.. ان مشینوں پر تیس آدمی کام کر رہے تھے کہ دھماکا ہوا اور وہ تیس کے تیس ملازم اللہ کو پیارے ہو گئے۔''

''تب تو وہ دھماکا آپ کے اپنے کیمیکل کا بھی ہو سکتا ہے۔''

''جی نہیں... یہ کام تو یہاں برسوں سے ہو رہا ہے... اس کے بارے میں ہمیں پوری معلومات ہیں... دھماکے کا کوئی امکان نہیں تھا.. یہ تو باہر سے دھماکے کا مواد اندر آیا ہے.. اس میں کوئی مشکل نہیں۔''

''اچھی بات ہے... ہم اس ہال کا معائنہ کرنا چاہتے ہیں۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

''لیکن اس سے پہلے ہم ان سے فاروق عثمان غوری کے بارے میں کچھ کیوں نہ معلوم کریں۔'' محمود بول اٹھا۔

''کیا مطلب؟'' وہ چونکا۔

M.I.S پبلشرز ہر عمر کے افراد میں مطالعہ اور کتب بینی کا ذوق
بیدار کرنے کیلئے کوشاں دلچسپ اور عمدہ کہانیاں و ناول اور قیمت بھی مناسب

ناول	گم شدگی کا راز
مصنف	اشتیاق احمد
ناول	نمبر 8
پبلشرز	M.I.S پبلشرز
مطبع	حسان پرنٹنگ پریس
تاریخ مطبع	15 اکتوبر 2006
قیمت	30

دو باتیں

یہ گم شدگی کا راز ہے M.I.S کی باقاعدگی سے یہ امید ہو چلی ہے کہ یہ سلسلہ ان شاء اللہ کامیابی کو چھو لے گا۔ ہر ماہ کی پندرہ تاریخ سے پہلے ناول ضربِ مومن کے دفاتر میں بھیج دیا جاتا ہے اور قارئین پندرہ تاریخ کو حاصل کر لیتے ہیں.. گویا میرے معمول کی واپسی ہو چکی ہے.. اور یہ واقعی بہت خوش آیند بات ہے.. اطمینان بخش بات ہے۔ اللہ کرے یہ معمول برقرار رہے۔ آمین۔

گم شدگی کا راز پڑھتے ہوئے اگر آپ ناول میں اس حد تک گم ہو جائیں کہ خود آپ کو اپنی خبر نہ رہے اور آپ یہ کہتے نظر آئیں کہ:

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ بھی اپنی خبر نہیں آتی

تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہوگا، اس لیے کہ یہ ناول پڑھتے وقت میں تو خود کو گم شدہ خیال کرتا رہا ہوں.. ویسے یہ گم شدگی ہمیں ایک بہت بڑی گم شدگی یاد دلاتی ہے.. بلکہ یاد کیا دلاتی ہے، خون آنسو دلاتی ہے.. ویسے کیا

''آپ کا ملازم فاروق عثمان غوری پندرہ دن سے غائب ہے۔''

''ہاں! وہ تو ہے۔۔ تو پھر؟''

''فاروق عثمان غوری کیمیکل انجینئرنگ کی تعلیم کے لیے ملک سے باہر بھی گئے تھے۔''

''ہاں بالکل گئے تھے۔۔ اسی لیے تو ان کی صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں ملازم رکھا گیا تھا۔''

''کیا ان کی گم شدگی سے اس دھماکے کا کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔''

''جی۔۔ جی نہیں۔۔ ایسا تو کوئی امکان نہیں۔''

''اچھی بات ہے۔۔ ہمیں وہ ہال دکھائیے۔۔ کیا وہاں سے لاشیں اٹھوائی جا چکی ہیں۔''

''جی ہاں بالکل۔۔ لاشوں کے اٹھائے جانے کے بعد پولیس نے اس ہال کو سیل کر دیا تھا۔۔ وہ بدستور سیل ہے۔۔ اب آپ دیکھ لیں۔''

''ہم دیکھ لیتے ہیں۔۔ آپ کو کون سا پولیس اسٹیشن لگتا ہے۔''

''پولیس اسٹیشن اسارم کالونی۔''

انہوں نے فون کیا اور دوسری طرف سے کہا گیا:

''یہ پولیس اسٹیشن اسارم کالونی ہے۔''

''اور میں انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں۔۔۔ شوکان کیمیکل کے ایک ہال میں دھماکا ہوا۔۔ تیس آدمی مارے گئے ہیں۔۔۔ ہال سے لاشیں اٹھوانے کے بعد آپ نے اس کو سیل کر دیا ہے۔۔۔ ہم ذرا اس ہال کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔''

''جی ضرور میں چابی بھیج دیتا ہوں۔۔ یا پھر آپ سیل توڑ لیں۔۔ اور

تالا لگا دیجیے گا۔''

''یہ ٹھیک رہے گا۔۔ اس طرح وقت بچے گا، شکریہ!''

اب انہوں نے سیل توڑ دی اور اندر داخل ہوئے۔۔ اندر کہیں کوئی گڑ بڑ کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔۔ ظاہر ہے۔۔ اندر ایک دھماکا ہوا تھا۔۔ اور کوئی گیس پھیل گئی تھی۔۔۔ اندر کام کرنے والے فرش پر گرتے چلے گئے ہوں گے اور اسی حالت میں ان کی موت واقع ہو گئی ہو گی۔۔ ان حالات میں لاشیں اٹھوانے کے بعد وہاں کوئی گڑ بڑ کہاں ہونے لگی۔۔

انہوں نے بغور پورے ہال کا جائزہ لیا۔۔ کہیں کوئی ایسی ویسی چیز نظر نہ آئی۔۔ ایسے میں فرزانہ نے کہا:

''مجھے ایک چیز نظر آ رہی ہے۔''

''چلو۔۔۔ اللہ کا شکر ہے۔۔ کسی کو تو کوئی چیز نظر آئی۔۔ اب بتا بھی دو کہ وہ کیا چیز ہے۔''

''ایک لفافہ۔۔۔ خط پوسٹ کرنے والا لفافہ۔۔۔''

''لیجیے۔۔۔ اور سنیے۔۔۔ محترمہ کو نظر بھی آیا تو خط پوسٹ کرنے والا ایک لفافہ ہے۔۔ حد ہو گئی۔'' محمود نے برا سا منہ بنایا۔

''توبہ ہے فرزانہ۔۔۔ کیا تم کوئی کام کی چیز نہیں دیکھ سکتی تھیں۔'' فاروق جھلا اٹھا۔

''میرا خیال ہے۔۔۔ یہ لفافہ اہم ہو سکتا ہے۔۔ انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

''جی! کیا مطلب؟''

وہ سب ایک ساتھ بولے۔۔ ان کے چہروں پر حیرت دوڑ گئی۔

ن... نہیں

انسپکٹر جمشید لفافے کی طرف بڑھ گئے... لیکن ان سے پہلے فرزانہ پہنچ چکی تھی۔ وہ لفافہ اٹھانے کیلئے جھکی... وہ ایک میز کے نیچے پڑا تھا... میز پر آلات نصب تھے...

''خبردار فرزانہ۔'' انسپکٹر نے گھبرا کر کہا۔

''کک... کیا ہوا ابا جان؟''

''لفافے کو ہاتھ نہ لگانا.. اس پر کسی کی انگلیوں کے نشانات ہو سکتے ہیں۔''

''میں تو چٹکی سے اٹھانے لگی تھی ابا جان۔'' فرزانہ مسکرائی۔

''اوہ اچھا.. ٹھیک ہے۔''

انہوں نے احتیاط سے لفافہ اٹھا لیا.. وہ بالکل سادہ تھا.. سفید رنگ کا عام سا لفافہ۔ انہوں نے اس کو کھول کر دیکھا.. لفافے کے اندر کچھ نہیں تھا.. انہوں نے اسی وقت اس کو ایک بڑے لفافے میں رکھ لیا.. تاکہ گھر جا کر اس پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھا سکیں۔

''اب معلوم نہیں.. اس لفافے سے اس دھماکے کا کوئی تعلق ہے یا نہیں۔'' فاروق بڑبڑایا۔

''امکان تو ہے... کیونکہ ہال میں اور کوئی بھی چیز نہیں ہے..''

اب وہ فرم کے مالک کے کمرے میں آ بیٹھے.. اس نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا:

''اس ہال سے ہمیں صرف ایک لفافہ ملا ہے.. اور بس۔''

''لفافہ.. ذرا مجھے دکھائیے۔'' واصف طوفانی نے کہا۔

انسپکٹر جمشید نے لفافے میں سے لفافہ نکال کر اسے دکھایا.. اس نے لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو انہوں نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

''نہیں.. آپ اسے ہاتھ نہیں لگا سکتے۔''

''اوہو.. وہ کیوں؟''

''اس پر کسی کی انگلیوں کے نشانات ہو سکتے ہیں.. اس طرح ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ لفافہ کس کے پاس تھا.. مہربانی فرما کر آپ ان تیس کے تیس ملازمین کی ملازمت کی فائلیں دے دیں.. ان میں ان سب کی انگلیوں کے نشانات ہوں گے... ہم لفافے پر پائے جانے والے انگلیوں کے نشانات سے ان نشانات کو ملا کر دیکھیں گے.. اور ہاں اپنے گم شدہ ملازم فاروق عثمان نوری کی فائل بھی دے دیں۔''

''اوہ.. اوہ اچھا۔''

ریکارڈ لے کر وہ گھر پہنچے.. اب انہوں نے لفافے پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھائے.. پھر فائلوں سے ملاتے چلے گئے..

''اوہو... یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔'' انسپکٹر جمشید چلا اٹھے۔

''جو آپ دیکھ رہے ہیں، مہربانی فرما کر ہمیں بھی دکھا دیں۔'' فاروق پرجوش انداز میں بولا۔

''اس لفافے پر دو آدمیوں کی انگلیوں کے نشانات ہیں.. ایک نشانات ہیں ظفر انجم کے اور دوسرے نشانات ہیں فاروق عثمان کے۔''

''کیا!!!'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

مارے حیرت کے ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں.. پھر انسپکٹر جمشید بولے:

''اور اس کا مطلب ہے.. فاروق عثمان زندہ ہیں... جہاں کہیں بھی ہیں.. گویا اس لفافے میں موت ڈال کر انہوں نے ظفر انجم کے حوالے کی تھی.. آخر کیوں؟''

''اب اس کیوں کا جواب ہم کس طرح دے سکتے ہیں بھلا۔'' محمود نے حیران ہو کر کہا۔

''اس میں عجیب پہلو یہ ہے کہ فاروق عثمان غوری پندرہ دن سے غائب ہے.. اور فرم کے ایک اور ملازم کو یہ بات معلوم تھی.. کیونکہ اگر معلوم نہیں تھی تو اس کی جیب میں وہ لفافہ کیوں تھا جس پر فاروق عثمان کی انگلیوں کے نشانات موجود ہیں.. صاف ظاہر ہے ظفر انجم کو معلوم تھا.. اور وہ لفافہ اسے فاروق عثمان سے ملا تھا... لیکن افسوس! ہم ظفر انجم سے معلوم نہیں کر سکتے.. کہ فاروق عثمان کہاں ہے۔''

''لیکن جمشید... ہم ظفر انجم کے بارے میں تو فرم کے مالک سے معلوم کر سکتے ہیں.. یہ شخص کہاں رہتا تھا.. کس قسم کا انسان تھا۔''

''گھر کا پتا تو فائل میں موجود ہے.. میرا خیال ہے... پہلے ہم اس

کے گھر والوں سے کیوں نہ مل آئیں۔''

''وہ بہت غم زدہ ہوں گے.. ان سے بات کرنا کافی مشکل کام ہو گا.. لہٰذا کیوں نہ پہلے ہم فرم کے مالک سے پوچھ لیں۔''

''کریں پھر فون۔''

انہوں نے واصف طوفانی کے نمبر ملائے.. سلسلے ملتے ہی اس کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی:

''واصف طوفانی بات کر رہا ہوں۔''

''اور میں انسپکٹر جمشید ہوں... ہمیں آپ کے مقتول ملازم ظفر انجم کے بارے میں معلومات درکار ہیں۔''

''آپ... آپ کا مطلب ہے.. ہلاک ہونے والے تین میں سے ایک۔'' اس نے کہا۔

''جی ہاں..''

''ظفر انجم کے بارے میں آپ کیا جاننا چاہتے ہیں۔''

''یہ شخص کیسا آدمی تھا.. اس کا اٹھنا بیٹھنا زیادہ تر کس کے ساتھ تھا۔''

''یہ شخص فاروق عثمان غوری کا دوست تھا۔''

''اوہو اچھا۔'' وہ دھک سے رہ گئے۔

''کیوں.. کیا ہوا؟''

''ہاں سے جو لفافہ ملا ہے... اس پر دو آدمیوں کے نشانات ملے ہیں.. ایک ظفر انجم کے.. اور دوسرے فاروق عثمان کے۔''

''کیا!!!'' مارے حیرت کے واصف طوفانی چلا اٹھا.. چند لمحے

خاموشی رہی پھر اس کی آواز دوبارہ ابھری:

''اس کا مطلب ہے... ظفر انجم کو معلوم تھا، فاروق عثمان کہاں ہے...''

''نظر تو یہی آتا ہے... ورنہ اس لفافے پر خود اس کی انگلیوں کے نشانات کے ساتھ فاروق عثمان کی انگلیوں کے نشانات کیوں ہیں۔''

''یہ واقعی عجیب بات ہے...''

''اور جناب اس بات کا بھی امکان ہے کہ ظفر انجم کو قتل ہی اس لیے کیا گیا ہو کہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ فاروق عثمان کہاں ہے... لہٰذا اسے ختم کر دیا گیا۔''

''کیا بات کرتے ہیں انسپکٹر صاحب... میری فرم کے تیس آدمی ہلاک ہوئے ہیں، ایک نہیں۔''

''وہ دھماکا صرف ظفر انجم کے لیے تھا، لیکن زد میں دوسرے بھی آ گئے... لیکن بہرحال یہ صرف اندازے ہیں اور اندازے غلط بھی ہو سکتے ہیں۔''

''آخر یہ... یہ سب چکر کیا ہے۔''

''چکر کے بارے میں ہی معلوم کرنے کے چکر میں چکرا رہے ہیں ہم۔'' انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا اور السلام علیکم کہہ کر فون بند کر دیا۔

''یہ... یہ جملہ آپ نے کہا ابا جان۔'' محمود نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں! کیوں... کیا ہوا۔''

''کک... کہیں آپ میں فاروق کی روح تو حلول نہیں کر گئی۔''

''دھت تیرے۔'' انسپکٹر جمشید نے اپنی ران پر ہاتھ مارا اور وہ مس

کرا دیے۔

ایسے میں فون کی گھنٹی بجی.. انہوں نے ریسیور کان سے لگایا ہی تھا کہ بہت زور سے اچھلے... چند سیکنڈ تک وہ دوسری طرف کی بات سنتے رہے، پھر بہت زور سے چلائے:

''نن... نہیں... نہیں۔''

☆☆☆☆☆

لفافہ

ریسیور رکھ کر وہ ان کی طرف مڑے۔۔ اس وقت تک وہ سب بری طرح بے چین ہو چکے تھے:

''کک۔۔۔ کیا ہوا جمشید۔۔ جلدی بتاؤ۔''

''ہوا نہیں۔۔ ہونے والا ہے۔''

''اور۔۔ وہ کیا؟'' وہ ایک ساتھ بولے۔

''دوسرا دھماکا۔۔۔ وہ بھی ہمارے دفتر میں۔۔۔ کل صبح ٹھیک نو بجے۔۔''

''کیا!!!'' وہ بول اٹھے۔

''فون کرنے والا وہی تھا۔۔ جس نے پہلے دھماکے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا تھا کہ دوسرے دھماکے کا انتظار کرو۔۔ اب اس نے ایک قدم اور آگے بڑھایا ہے۔۔ یہ کہ دھماکا ہمارے دفتر میں ہوگا۔۔ اور کل صبح ہوگا۔''

''ارے باپ رے۔۔ اس کا مطلب ہے۔۔ اس نے آپ کو چیلنج کیا ہے کہ وہ دھماکا کر کے دکھائے گا۔۔ آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔'' فرزانہ

بڑبڑانے کے انداز میں بولی۔

''یہی بات ہے۔۔''

''اللہ اپنا رحم کرے۔''

اسی وقت انسپکٹر جمشید نے آئی جی صاحب کے نمبر ملائے۔۔ ان کی آواز سنتے ہی بولے:

''السلام علیکم سر۔''

''وعلیکم السلام جمشید۔۔۔ خیر تو ہے، میں تمہاری آواز میں بہت گھبراہٹ محسوس کر رہا ہوں۔''

''آپ نے شوکان کیمیکل ورکس میں دھماکے کی خبر تو سن ہی لی ہوگی سر۔''

''ہاں جمشید! بہت افسوس ناک سانحہ ہے۔'' وہ بولے۔

''مجرم اب دوسرا دھماکہ کرنا چاہتا ہے سر۔۔۔ اس نے اس دھماکے کے سلسلے میں ہمیں باقاعدہ چیلنج کیا ہے۔''

''کیا مطلب؟''

''اس کا کہنا ہے۔۔۔ اب وہ دوسرا دھماکہ کرے گا۔۔ ہم لوگ اس دھماکے کو روک سکتے ہیں تو روک لیں۔۔''

''بھلا ہم کس طرح روک سکتے ہیں۔۔۔ جب کہ ہمیں معلوم تک نہیں، دھماکا کہاں ہوگا۔''

''یہی تو اہم بات ہے سر۔۔۔ اس نے بتا دیا ہے کہ دھماکا کہاں کرے گا۔''

''بہت خوب! پھر ہم اس کو ان شاء اللہ روک سکیں گے۔۔۔ وہ کہاں

دھماکہ کرے گا۔"

"ہمارے دفتر میں۔"

"کک... کیا۔" وہ چلا اٹھے۔

"اور صبح ٹھیک نو بجے۔"

"کیا وہ پاگل ہے... بھلا وہ کس طرح یہ دھماکہ کر سکے گا... جب کہ اس نے پہلے سے وقت اور جگہ بتا دی ہے۔"

"یہی بات ہے سر... اس کے پاس دھماکے کرنے کا کوئی بہت انوکھا طریقہ ہے۔ اس میں بم نہیں پھٹتا... نہ کوئی چیز ٹکڑوں میں تبدیل ہوتی ہے... وہ کسی گیس بم کا دھماکہ کرتا ہے... کمرے میں گیس پھیل جاتی ہے... اور کمرے میں موجود لوگ آناً فاناً موت کی نیند سو جاتے ہیں... اس سے پہلے دھماکے میں صرف ایک لفافے سے کام لیا گیا ہے..."

"لفافہ... کیا مطلب؟"

"ڈاک کے عام لفافے جتنا بڑا ایک سادہ لفافہ اس کمرے سے ملا ہے... اس کے علاوہ اور کوئی چیز بھی نہیں ملی..."

"یہ تو بہت خوف ناک بات ہے... لیکن خیر ہم صبح ایسا کوئی لفافہ اندر نہیں آنے دیں گے..."

"ضروری نہیں کہ وہ یہ کام لفافے میں پھر کرے... گیس بم کا مواد کسی بھی چیز میں ہو سکتا ہے... اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ چیز دفتر میں پہلے ہی پہنچ چکی ہو..."

"نن نہیں۔" ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"لیکن آپ فکر نہ کریں... کل دفتر میں کسی کو بھی داخل نہیں ہونے

دیا جائے گا... تمام ملازم باہر رہیں گے... پھر اگر وہ نو بجے دھماکہ کرے گا تو اس سے بھلا کیا نقصان ہوگا۔"

"لیکن جمشید... اخبارات یہ خبر تو شائع کریں گے کہ ہم دھماکہ ہونے سے نہیں روک سکے... کیا یہ بات ہمارے ادارے کے لیے توہین آمیز نہیں ہوگی۔"

"بالکل ہوگی سر... ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ وہ دھماکہ نہ کر سکے۔"

"ٹھیک ہے جمشید... بس تم کام شروع کر دو۔"

"آپ فکر نہ کریں سر... کل دفتر کے لوگ دفتر میں داخل نہیں ہوں گے... یہ اعلان آپ کرا دیں۔"

"بالکل ٹھیک۔"

اور پھر انہوں نے فون بند کر دیا... دوسرے دن وہ صبح سویرے منہ اندھیرے دفتر پہنچ گئے۔ پروفیسر داؤد نے اپنے آلات اور ان سب نے اپنے طریقے کے مطابق دفتر کی تلاشی شروع کی... انہوں نے چپہ چپہ چھان مارا... لیکن کہیں سے بھی کوئی چیز نہ مل سکی... انہوں نے ایک بار پھر تلاشی شروع کی... لیکن ناکامی آڑے آئی... آخر وہ دفتر سے نکل آئے... سارا محکمہ پہلے ہی دفتر کے باغ میں کرسیاں ڈالے بیٹھا تھا... آئی جی صاحب بے چینی کے عالم میں ان کی طرف بڑھے:

"کیا رہا جمشید... کوئی سراغ ملا؟"

"ابھی تک نہیں... لیکن آپ فکر نہ کریں... نو بجے ہم عمارت کے اندر ہی ہوں گے... اور دیکھیں گے... دھماکہ کہاں اور کیسے ہوتا ہے۔"

''کک... کیا کہا جمشید... اتنا بڑا خطرہ مول لینے کی ضرورت نہیں۔'' وہ گھبرا گئے۔

''وہ دھماکہ ہمارے لیے خطرناک نہیں ہوگا سر... پروفیسر داؤد صاحب اس کا انتظام کر چکے ہیں۔''

''اوہ.. اچھا، لیکن پھر بھی نو بجے سے پہلے پہلے جو کچھ کر سکتے ہو، وہ کرلو.. اور اس کے بعد باہر نکل آؤ.. میں اسی کو بہتر خیال کرتا ہوں اور تمہیں یہی حکم دیتا ہوں۔''

''بہت بہتر سر... آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی..''

ایک بار پھر وہ عمارت میں داخل ہو گئے.. ابھی نو بجنے میں کافی وقت تھا.. اس لیے وہ بغیر کسی گھبراہٹ کے عمارت میں گھوم پھر سکتے تھے جب کہ ان کے علاوہ اور کسی نے اندر داخل ہونے کی جرأت نہیں کی تھی۔

''اس بار ہم یہ معلوم کر کے رہیں گے کہ دھماکہ کیسے کیا جائے گا..'' انسپکٹر جمشید نے پورے اعتماد سے کہا۔

''ان شاء اللہ!'' جواب میں وہ ایک ساتھ بولے۔

انہوں نے ایک ایک چیز کا جائزہ شروع کیا.. اچانک پروفیسر داؤد چلا اٹھے:

''میں نے جان لیا.. میں نے جان لیا۔''

''آپ نے کیا جان لیا انکل! مہربانی فرما کر جلدی سے بتا دیں.. تاکہ ہم بھی جان لیں۔''

''یہ کہ بم کہاں موجود ہے۔''

''تب پھر بتائیں نا.. کہاں ہے بم۔''

''اس کمرے میں ایک لفافہ موجود ہے.. ہم کوشش کے باوجود اب تک اس کو دیکھ نہیں سکے تھے، لیکن اسے اتفاق کہہ لیں کہ آخر وہ مجھے نظر آ گیا۔''

''وہ.. وہ لفافہ کہاں ہے؟'' انہوں نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''اور پروفیسر صاحب... نو بھی تو بجنے والے ہیں... ایسا نہ ہو.. دھماکا ہو جائے۔''

''یہ دیکھو بھئی.. یہ رہا لفافہ۔''

انہوں نے دیوار پر لگے فریم کی طرف اشارہ کیا:

''حد ہو گئی انکل... کیا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں۔'' فاروق بول اٹھا۔

''نہیں تو.. یہ تم سے کس نے کہہ دیا۔''

''مجھ سے کسی نے نہیں کہا.. لیکن آپ نے لفافے کی طرف نہیں کلاک کی طرف اشارہ کیا ہے.. اور یہ لفافہ نہیں ہے۔''

''بھئی اس کلاک کے پیچھے دیکھ لو.. لفافہ مل جائے گا... کیونکہ ہم نے اب تک اور تو ہر جگہ دیکھ لیا ہے.. بس یہی ایک جگہ رہ گئی ہے۔''

''اچھی بات ہے۔'' یہ کہہ کر محمود فریم کے نزدیک چلا گیا۔

''اور نو بجنے میں اب صرف چند منٹ رہ گئے ہیں..'' پروفیسر داؤد نے کہا۔

محمود نے فریم اتار لیا.. فوراً ہی دیوار کے ساتھ چپکا ہوا لفافہ انہیں نظر آیا۔ پروفیسر داؤد اس کی طرف جھپٹے اور دیوار سے اتارتے ہی باہر کی طرف دوڑ پڑے.. اس لفافے سے عمارت کو کوئی خطرہ نہیں تھا.. اور وہ بھی پروفیسر داؤد کی احتیاطی تدابیر کی بنا پر اس سے محفوظ تھے.. اس لیے اس کو لے

کر باہر کی طرف دوڑ لگانے کی وجہ ان کی سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ بھی ان کے پیچھے بھاگے۔۔

پروفیسر داؤد نے لفافہ باغ میں ایک طرف رکھ دیا اور سب لوگوں کو اس سے دور ہٹ جانے کے لیے کہا۔ ساتھ ہی انہوں نے ان کے نزدیک چند چیزیں جلدی جلدی رکھ دیں۔۔ دراصل وہ جاننا چاہتے تھے لفافے میں سے کون سی گیس خارج ہوتی ہے۔۔ ان چیزوں میں لٹمس پیپر جیسی چیزیں تھیں۔

پھر وہ بھی پیچھے ہٹ گئے۔۔۔ اور نو بجنے کا انتظار کرنے لگے۔۔

اچانک انہوں نے دھماکے کی آواز سنی۔۔۔ لیکن وہ آواز اس لفافے سے نہیں ابھری تھی۔۔۔ نہ لفافہ کھلا تھا۔۔ نہ پھٹا تھا۔۔ وہ تو جوں کا توں رہا تھا اور دھماکے کی آواز عمارت کے اندر سے آئی تھی۔

"ارے باپ رے۔۔۔ یہ لوگ تو ہمیں دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئے۔۔ اور واقعی۔۔۔ اگر ہم سب لوگوں کو باہر نہ نکال لیتے تو نہ جانے کتنے لوگ مارے جاتے۔۔ اس خیال ہی سے وہ کانپ گئے۔

"کیا خیال ہے پروفیسر انکل۔۔ ہم کتنی دیر بعد اندر جا سکتے ہیں۔"

"دس منٹ بعد چلیں گے۔۔۔ اگرچہ ہم فوراً بھی جا سکتے ہیں۔۔۔ لیکن اس گیس کے بارے میں ہم ابھی تک سو فیصد یقین سے نہیں کہہ سکتے۔"

دس منٹ بعد وہ اندر داخل ہوئے۔۔۔ انہیں لفافہ انسپکٹر جمشید کے کمرے سے ملا۔۔ وہ کھلا ہوا تھا۔۔ گویا گیس کا دھماکا ہونے کے باوجود لفافہ پھٹا نہیں تھا۔۔ بس اس جگہ سے کھل جاتا تھا۔۔ جس جگہ سے گیس نکلتی تھی۔۔۔

"پہلے میرا خیال تھا کہ کوئی اس لفافے کو کھولتا ہے۔۔ تب ہوا لگنے

سے دھماکا ہوتا ہے۔۔۔ لیکن اندر تو کوئی بھی نہیں تھا۔۔ لفافہ تو کھولا ہی نہیں گیا۔۔ اس کا مطلب ہے۔۔ وقت ہونے پر لفافے میں موجود مواد خود بخود جل جاتا ہے۔۔۔ اور دھماکا ہو جاتا ہے۔۔ اب سوال یہ ہے کہ ہمارے دفتر کے اندر لفافہ کیسے پہنچا۔"

اس سوال نے ان سب کو چونکا دیا۔۔ وہ لگے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے:

"صاف ظاہر ہے۔۔ لفافہ خود بخود تو آ نہیں گیا۔۔ نہ یہ ڈاک کے ذریعے آیا۔۔ اس پر تو کسی کا نام پتا ہے ہی نہیں۔۔ گویا کوئی صاحب خود لے کر اندر آئے تھے۔۔ بلکہ دو لفافے لائے تھے۔۔۔ ایک لفافہ یہ تھا اور دوسرا گیس والا۔۔۔ گیس والا لفافہ میرے کمرے میں تھا جب کہ دوسرا لفافہ سٹاف والے کمرے میں فریم کے پیچھے چسپاں کیا گیا تھا۔۔ اکرام تم دونوں جلدی سے ان دونوں لفافوں سے انگلیوں کے نشانات اٹھا لو۔"

"جی اچھا۔"

جلد ہی اکرام نے بتایا کہ دونوں لفافوں پر کسی کی انگلی کے نشانات نہیں ہیں۔۔۔

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"لیکن بہر حال۔۔۔ لفافے لا کر رکھے گئے ہیں۔۔۔ ہمارے دفتر میں کوئی باہر کا آدمی آ کر یہ کام نہیں کر سکتا۔۔۔ اس لیے سوال یہ ہے کہ لفافے کون لے کر آیا۔۔ جمشید اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ ہمارے دفتر میں کوئی غدار موجود ہے اور یہ بہت خطرناک بات ہے۔" آئی جی صاحب نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''آپ فکر نہ کریں سر... ہم اس غدار کا ابھی پتا لگا لیتے ہیں..''

''لیکن سر! یہ ضروری نہیں کہ دفتر کا کوئی ملازم غدار ہو.. دفتر میں کل بجلی مرمت والے بھی آئے تھے... اور لکڑی کا کام کرنے والے بھی۔'' دفتری ضروریات پوری کرنے والے ایک ملازم نے کہا۔

''میرے کمرے میں کیا کام پیش آ گیا تھا رستم صاحب۔'' انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

''آپ کے اندرونی کمرے میں روشن دان پر لگا ہوا لکڑی کا فریم اکھڑ گیا تھا.. اس کو اپنی جگہ پر فٹ کروانا تھا.. سٹاف کے کمرے میں سوئچ بورڈ میں کچھ خرابی تھی.. اس لیے الیکٹریشن آیا تھا۔''

''شکریہ! یہ بات مجھے معلوم نہیں تھی.. آپ اکرام کو ان دونوں کے نام اور پتے لکھوا دیں۔ وہ انہیں چیک کر لیں گے.. فی الحال ہم دفتر کے لوگوں کو تفتیش کی الجھن میں نہیں ڈالتے.. کیا خبر.. یہ کام واقعی ان دونوں میں سے کسی کا ہو..''

''یہ اچھی بات ہے جمشید۔'' آئی جی صاحب مسکرائے۔

''اکرام.. تم ان سے نام اور پتے لے لو اور اسی وقت جا کر انہیں چیک کر ڈالو.. کوئی بات معلوم ہو سکے تو ٹھیک.. ورنہ پھر ان کی نگرانی شروع کرا دو۔''

''جی بہتر۔'' اس نے کہا اور رستم کی طرف بڑھ گیا۔

''اور میرا خیال ہے... اب یہاں ہمارا کام ختم ہو گیا.. لہٰذا ہمیں اجازت دیں سر... اس کیس پر کام کرنا ہے..''

''ٹھیک ہے جمشید.. تم جا سکتے ہو۔''

وہ اپنی کار میں دفتر سے نکلے.. کچھ ہی دور جا کر انسپکٹر جمشید نے اکرام کو کچھ اور ہدایات بھی دیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا:

''اب تم تینوں بتاؤ.. ہم اگلا قدم کیا اٹھائیں۔''

''پہلی واردات میں لفافہ ظفر انجم کے پاس تھا.. کیونکہ اس پر فاروق عثمان کی انگلیوں کے نشانات ہیں یا پھر ظفر انجم کے.. لہٰذا ہمیں ظفر انجم کے گھر کا جائزہ لینا ہو گا.. یہ ٹھیک ہے کہ اس کے گھر والے سوگ میں ہیں.. لیکن ہماری اپنی مجبوریاں ہیں.. لہٰذا پہلے ان سے پوچھ گچھ کریں گے... پھر فاروق عثمان کے گھر بھی چلیں گے... اس کہانی کا اصل کردار یہی شخص ہے.. یا یوں کہ لیں کہ کہانی اسی کے گرد گھوم رہی ہے... آخر وہ کون شخص تھا جو اسے ساتھ لے گیا اور اس کے بعد فاروق عثمان واپس گھر نہیں آیا... گم شدگی کو پندرہ دن سے زیادہ ہو گئے.. اور یہ بھی کم عجیب بات نہیں کہ دھماکے والے لفافے پر اس کی انگلیوں کے نشانات ہیں۔''

''ٹھیک ہے... پہلے ہم ظفر انجم کے گھر چلتے ہیں.. دھماکے والا لفافہ ظاہر ہے:.. ظفر انجم ہی فرم میں لے گیا تھا.. ورنہ اس کی انگلیوں کے نشانات کیوں ہوتے.. مرنے والے باقی 29 میں سے کسی کے ہوتے.. اس لیے یہ بات ثابت ہے کہ اس معاملے میں ظفر انجم کا بھی ہاتھ تھا.. لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ لفافے میں اس کی اپنی موت بھی بند ہے.. غالباً جس نے بھی وہ لفافہ اسے دیا تھا.. کوئی بات بنا کر دیا ہو گا۔ سوال یہ ہے کہ اس نے کیا کہا ہو گا.. کیا تم بتا سکتے ہو؟'' یہ کہ کر انہوں نے ان تینوں پر ایک نظر ڈالی اور ساتھ ہی مسکرائے۔

''جی نہیں.. بھلا ہم یہ بات کس طرح بتا سکتے ہیں۔''

"لیکن میں بتا سکتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید بھرپور انداز میں مسکرائے۔

"جی... کیا مطلب؟"

ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا:

☆☆☆☆☆

اوہو! یہ کیا

انہوں نے حیرت زدہ انداز میں ان کی طرف دیکھا۔ ایسے میں خان رحمان بولے:

"یار جمشید! تم نجومی تو نہیں ہو۔"

"بالکل نہیں... نجومیوں کو تو میں ویسے بھی درست نہیں سمجھتا۔"

"تب پھر تم کیسے جان گئے کہ ظفر انجم کو وہ لفافہ کیا کہ کر دیا گیا تھا۔"

"اندازہ لگایا ہے میں نے... اور میرا اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔"

"یہی تو مشکل ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا مطلب... اس میں کوئی مشکل کہاں سے ٹپک پڑی۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"بھئی مشکل کا کیا ہے... کہیں سے بھی ٹپک سکتی ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"جلدی بتاؤ فاروق کیا مشکل ہے۔"

"مشکل یہ ہے کہ ابا جان کے اندازے کم ہی غلط ثابت ہوتے

آپ بھی خون کے آنسو روئے ہیں..

کم از کم اتنی بڑے.. بہت بڑے انسان کی گم شدگی پر تو پورے ملک کو خون کے آنسو رونے چاہییں... اگر ہم اس کی گم شدگی پر بھی نہیں روتے تو آخر کس کی گم شدگی پر روئیں گے.. سوال تو یہ ہے۔

اگر یہ دو باتیں الجھن میں مبتلا کریں تو ایک خط لکھ کر وضاحت طلب کر لیجیے گا.. ہاں اور کیا.. اس کا علاج بس یہی بنتا ہے۔

اب آپ گم شدگی کے راز میں گم ہو جائیں.. مجھے ڈر ہے، کوئی آپ کی گم شدگی کو میرے ذمے نہ لگا دے.. لہٰذا اجازت۔

فقط

والسلام

اشتیاق احمد

☆☆☆☆☆

پراسرار ملاقاتی

''ہیلو ٹونی غور سے سنو! نیو کالونی کے ایک چھوٹے سے مکان نمبر B.307 میں ایک درمیانے طبقے کا آدمی رہتا ہے.. آج شام سات بجے تم اسے میرے پاس لاؤ گے..''

''بہت اچھا باس! اور اسے کیا کہ کر لاؤں۔''

''یہ مجھے نہیں معلوم... میں تو بس شام کو سات بجے اسے اپنے ٹھکانے پر دیکھنا چاہتا ہوں۔''

''اچھی بات ہے باس.. اس کا نام کیا ہے.. جی ہاں۔''

''فاروق عثمان غوری۔''

''بہت بہتر... وہ شام کو سات بجے آپ کے ٹھکانے پر ہوگا اور کوئی حکم باس۔''

''اور یہ کہ یہ کام بہت احتیاط سے انجام دینا.. کوئی تمہیں اسے ٹھکانے تک لاتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔''

''آپ کا مطلب ہے.. مجھے میک اپ میں ہونا چاہیے.. اور اسے

ہیں۔" فاروق نے شوخ آواز میں کہا۔

"ہوں.. واقعی.. یہ بات بھی ہے.." انہوں نے سر ہلا دیا۔

"اچھا خیر... ذرا بتاؤ تو جمشید.. اس بارے میں تم نے کیا اندازہ لگایا ہے۔"

"یہ کہ جس شخص نے بھی ظفر انجم کو وہ غافہ دیا ہے... اس نے اس سے کہا ہوگا کہ اس لفافے میں ایک خاص چیز یا خاص پیغام موجود ہے.. اور وہ پیغام تمہارے اور تمہارے ان سب ساتھیوں کے لیے جو تمہارے ساتھ ہال میں کام کرتے ہیں، لہٰذا تم ان سب کی موجودگی میں کھولنا.. ساتھ ہی اس نے تاکید کی ہوگی کہ اس لفافے کو وقت سے پہلے نہ کھولا جائے اور یہ کہ جب سب موجود ہوں، تبھی کھولا جائے.. ظاہر ہے وہ کوئی ایسا شخص ہوگا.. جو اس کے لیے اہم ہوگا اور اس کی بات پر لفظ بہ لفظ عمل کرنا اس کے لیے ضروری ہوگا... ہدایت دینے والے کو بھی یہ اندازہ ہوگا کہ ظفر انجم ضرور بالضرور اس کی ہدایت پر عمل کرے گا.."

"تب پھر اسے ہدایت دینے والا کون تھا۔"

"صاف ظاہر ہے.. وہ شخص فاروق عثمان تھا۔"

"اوہ.. اوہ... اس کا مطلب ہے... یہ سارا کام فاروق عثمان کا ہے۔"

"بالکل! اور ہمیں بتایا جا چکا ہے... ان دونوں میں دوستی تھی.. چنانچہ ظفر انجم کو معلوم تھا کہ فاروق عثمان کہاں ہے یا کس لیے غائب ہوا ہے اور کیا کر رہا ہے.. چنانچہ فاروق عثمان نے ایک تیر سے دو شکار کیے... ان لوگوں کو موت کے گھاٹ بھی اتار دیا اور اپنے راز دار کو بھی ختم کر دیا.. تاکہ کوئی اس

کے بارے میں نہ بتا سکے.."

"نن.. نہیں.. ہمارے خیال میں تو اس کیس کا مجرم فاروق عثمان نہیں ہے.. اسے تو اغوا کیا گیا ہے۔" فرزانہ نے پرزور انداز میں کہا۔

"اس بات کا امکان ہے.. اس صورت میں مجرم وہ ہے جس نے اسے اغوا کیا ہے.."

ایسے میں فون گھنٹی بجی.. انسپکٹر جمشید نے فون سنا، اکرام کا تھا۔

"ہاں اکرام! کیا رپورٹ ہے۔"

"اس کی حرکات و سکنات پر شک گزرتا ہے سر۔"

"ٹھیک ہے... اُسے بے ہوشی کی حالت میں ٹھکانہ نمبر ایک پر پہنچا دو۔ رات کے وقت ہم اس سے پوچھ گچھ کریں گے۔"

"بہت بہتر سر!"

انہوں نے فون بند کر دیا۔

"کس کا ذکر کر رہے تھے آپ۔"

"رستم کا... میں نے اکرام سے اس کی نگرانی کے لیے کہا تھا.. ہمارے دفتر میں دو لفافے چھپائے گئے تھے.. اور رستم کا کہنا ہے کہ لکڑی اور بجلی کا کام کرنے دو آدمی دفتر میں لائے گئے تھے... اب یا تو ان دو میں سے کسی ایک نے یہ کام کیا تھا یا پھر رستم نے خود انہیں دفتر لے جانے کے حالات پیدا کیے تھے.. اور ان کی آڑ میں لفافے خود چھپائے تھے.. وہ دفتر کا آدمی ہے، اس کے لیے یہ کام آسان تھا.. اس لیے آج رات ہم اس سے بات کریں گے.. وہ بھی خفیہ ٹھکانے پر.. اب ذرا غور کرو.. رستم کا مجرم سے تعلق ثابت ہو گیا تو کیس ختم.. ہم اس سے نام پوچھ لیں گے... اور اس طرح یہ لفافوں والا

معاملہ ختم ہو جائے گا۔''

''ابھی تک اس کا مقصد معلوم نہیں ہوا۔'' محمود بولا۔

''بھئی یہ دو دھماکے ان لوگوں نے تجربے کے طور پر کیے ہیں... تاکہ معلوم ہو جائے.. ان کے لفافے نا کام تو نہیں رہیں گے... اب آؤ... پہلے ہم ظفر انجم کے گھر ہو آئیں.. پھر ایک چکر فاروق عثمان کے گھر کا لگائیں گے...''

''مطلب یہ کہ اس کیس میں آرام ملتا نظر نہیں آ رہا۔'' فاروق نے گھبرا کر کہا۔

''ہمیں آرام کی ضرورت بھی کیا ہے... جب تک مجرم گرفتار نہیں ہو جاتا۔'' فرزانہ مسکرائی۔

''حد ہو گئی... اگر مجرم چار دن تک بھی گرفتار نہ ہوا تو کیا ہم مسلسل چار دن تک کام کریں گے۔'' فاروق اور زیادہ گھبرا گیا۔

''نہیں خیر... رات کو تو آرام کرنے کا موقع دیا جائے گا۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''مشکل ہے... کم از کم آج رات تو آرام ملے گا نہیں... خفیہ ٹھکانے پر تو جانا پڑے گا۔''

''آؤ چلیں... کام چور کہیں کے۔'' محمود نے جلا کر کہا۔

اور پھر وہ ظفر انجم کے گھر پہنچ گئے... وہاں سوگ کی فضا قائم تھی... ظفر انجم کے بڑے بھائی نے انہیں ڈرائنگ روم میں لا بٹھایا۔ انہوں نے اپنے بارے میں بتایا، پھر انسپکٹر جمشید نے کہا:

''آپ ہمیں ظفر صاحب کے قریبی دوستوں کے بارے میں بتا سکتے

ہیں؟''

''ان کا بس ایک ہی دوست ہے... حامد بھائی... وہ بے چارے ابھی ابھی گھر گئے ہیں.. ان کا تو ہم سے بھی برا حال ہے۔''

''آپ کا مطلب ہے.. ان کا اور کوئی دوست نہیں۔''

''جی نہیں... وہ اس معاملے میں بہت زیادہ احتیاط کرتے تھے.. زیادہ دوست بنانے کے قائل نہیں تھے.. اور حامد کے گہرے دوست تھے..

''اور جس فرم میں وہ کام کرتے تھے... اس میں کام کرنے والوں میں سے بھی تو ان کے کچھ دوست ہو سکتے ہیں۔''

''جی نہیں.. ان سے ان کی صرف علیک سلیک تھی.. یعنی کام کی حد تک ان سے بات کرتے تھے۔''

''آپ کسی فاروق عثمان کو جانتے ہیں۔''

''ان کی گم شدگی کے بارے میں بھی انہی سے معلوم ہوا تھا.. وہ خود بھی ان کی گم شدگی پر حیران تھے، لیکن ان کی فاروق عثمان سے کوئی دوستی نہیں تھی.. وہ ان کے کام کاج کے ساتھی تھے اور بس۔''

''خیر... کبھی پہلے انہوں نے فاروق عثمان کے بارے میں کچھ بتایا ہو۔''

''چند باتیں یاد ہیں... یہ کہ وہ بیرون ملک گیا تھا اور وہاں سے واپسی پر یہ کہتے ہوئے پایا گیا کہ وہ چند تجربات پر کام کر رہا ہے.. اگر وہ کامیاب ہو گیا تو دنیا کو حیرت میں ڈال دے گا۔''

''آپ کا مطلب ہے.. اپنے تجربات کے ذریعے۔''

''غالباً اس کا کہنے کا مطلب یہی بنتا ہے۔''

”لیکن تجربات کے بارے میں تو آپ کچھ بتا نہیں سکیں گے۔“ انسپکٹر جمشید بولے۔

”بالکل نہیں.. لیکن ظفر ضرور کچھ بتا سکتا تھا۔“

”اچھا شکریہ!“

وہ اس سے ہاتھ ملا کر باہر نکل آئے.. اب وہ فاروق عثمان کے گھر پہنچے.. اس کی بیوی نے پردے میں رہ کر ان کی بات سنی.. محمود، فاروق اور فرزانہ کو اس نے پہچان ہی لیا تھا.. لہٰذا انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی۔

”محترمہ! کیا آپ کے خاوند کچھ تجربات کے بارے میں باتیں کرتے تھے۔“

”جی ہاں! اکثر... بلکہ انہوں نے تو گھر میں ایک تجربہ گاہ بنائی ہوئی تھی... فارغ اوقات میں عجیب عجیب تجربات کرتے تھے... کہا کرتے تھے.. ایک دن میں دنیا کو حیرت میں ڈال دوں گا۔“

”کیا ہم وہ تجربہ گاہ دیکھ سکتے ہیں۔“

”ہاں! کیوں نہیں.. آپ اپنی بچی کو اندر بھیج دیں.. وہ انہیں دکھا دیتی ہوں.. پھر یہ آپ کو وہاں لے جائیں گی۔“

”اچھی بات ہے۔“

جلد ہی وہ تجربہ گاہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت انسپکٹر جمشید نے پروفیسر داؤد سے کہا:

”پروفیسر صاحب.. اب یہاں سے آپ کا کام شروع ہوتا ہے.. اس تجربہ گاہ کا معائنہ کریں اور ہمیں بتائیں.. آخر فاروق عثمان صاحب کس قسم

کے تجربات کرتے تھے۔“

”اچھا جمشید۔“ انہوں نے کہا اور اپنے کام میں مصروف ہو گئے..

کافی دیر بعد انہوں نے سر اٹھایا اور ان سے بولے:

”جہاں تک میں جان سکا ہوں... وہ چند سستی ترین چیزوں کے آپس کے ملاپ سے دھماکے کرنے میں مہارت حاصل کرنا چاہتے تھے اور ان دو دھماکوں کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں، وہ اس میں کامیاب ہو گئے تھے.. مطلب یہ کہ ایک لفافے میں دو طرح کا سفوف اس طرح ڈال دیا جائے کہ سفوف کو ہوا نہ لگے۔ لفافہ بند کر دیا جائے.. اب جب لفافہ کھولا جائے تو دونوں سفوف ہوا لگنے سے آپس میں مل جائیں اور اس سے دھماکا ہو جائے.. لیکن یہ دھماکا صرف آواز کی حد تک ہوگا.. توڑ پھوڑ والا نہیں.. البتہ اس سے آدمی توڑ پھوڑ والے دھماکے سے زیادہ مارے جائیں... اب ذرا غور کرو.. یہ ایجاد دشمن پر استعمال کرنا کس قدر آسان اور مفید ہے... یعنی بہت ہی کم خرچ کر کے زیادہ سے زیادہ دشمنوں کا صفایا کیا جا سکتا ہے... جب کہ آج کل دشمنوں کو ختم کرنے کے لیے جو چیزیں بن رہی ہیں... ان پر بے تحاشہ خرچ آتا ہے. ملکوں کے بجٹ ہتھیاروں کے اخراجات کی وجہ سے درہم برہم ہو جاتے ہیں.. مطلب یہ کہ اس قسم کے ہتھیار اگر کوئی ملک بنائے تو بے تحاشہ مالی فائدے کے ساتھ دشمن پر کاری ضرب لگائی جا سکتی ہے۔“

”لیکن ابا جان.. ہمارے دفتر والا لفافہ کھولا کب گیا تھا، وہ تو ایسے ہی کھل گیا تھا۔“

”مختلف طریقے ہو سکتے ہیں... میرا خیال ہے... ہمیں فاروق عثمان صاحب کی کوئی ڈائری وغیرہ مل جائے تو بہت سی باتیں سامنے آ سکتی

ہیں.. فرزانہ تم اندر جاؤ اور ان کی بیگم سے اس سلسلے میں بات کرو.. وہ جو کچھ بھی نکال کر دیں لے آؤ۔"

"جی اچھا۔" فرزانہ نے کہا۔

"کوئی فائدہ نہیں۔" اندر سے آواز آئی۔

"جی .. کیا مطلب؟"

"رات کوئی گھر میں داخل ہوا تھا.. وہ سب کچھ لے گیا۔"

"کیا!!!" وہ چلا اٹھے۔

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"کیا آپ کی آنکھ کھل گئی تھی.. وہ اندر کیسے داخل ہوا۔"

"میری آنکھ نہیں کھلی تھی.. بیرونی دروازہ کھلا ملا تھا.. شاید اس کے پاس کوئی ایسی چابی تھی... جس سے وہ ہر قسم کا تالا کھول سکتا تھا.. اس نے چابی سے تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا.. شاید اس نے کوئی دوا سنگھا کر مجھے بے ہوش بھی کیا تھا.. کیونکہ میں صبح بہت دیر تک سوتی رہی.. جب کہ میں صبح سویرے اٹھنے کی عادی ہوں۔"

"اوہ! یہ بہت برا ہوا.. لیکن آپ نے اس واقعے کے بارے میں ہمیں کیوں نہیں بتایا۔"

"میں دن بھر غنودگی میں رہی.. ذہن کام نہیں کر رہا تھا.. میں نے خیال کیا تھا کہ کوئی چور آیا تھا.. لیکن گھر کی کوئی چیز غائب نہیں تھی... میں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ کچھ لے کر جا نہیں سکا.. بس میں نے آپ کو فون نہیں کیا.. یہ تو مجھے ابھی آپ کی باتیں سن کر خیال آیا.. اور میں فوراً ان کی ڈائریوں والی الماری کی طرف گئی.. لیکن وہ بالکل خالی پڑی ہے... وہ سب کی سب لے

گیا۔"

"اچھی بات ہے.. ہم اس الماری کا جائزہ لیں گے۔"

"بچی کو بھیج دیں... میں انہیں الماری دکھا دیتی ہوں... پھر آپ آ کر دیکھ لیجیے گا۔"

جلد ہی وہ الماری کے سامنے کھڑے تھے... وہ بالکل خالی تھی.. انہوں نے اس کے دروازے اور خانوں پر پاؤڈر چھڑک کر انگلیوں کے نشانات اٹھا لیے۔ ان میں فاروق عثمان، ان کی بیوی کے علاوہ کسی تیسرے شخص کے بھی نشانات موجود تھے.. اور اس کا مطلب ہے.. وہاں واقعی کوئی آیا تھا جو ڈائریاں لے گیا.. اس بارے میں اس کی بیوی جھوٹ نہیں بول رہی تھی۔

انہوں نے ان نشانات کو محفوظ کر لیا.. پھر اس کمرے سے نکلنے ہی لگے تھے کہ فرزانہ کے منہ سے نکلا:

"اوہو! یہ کیا؟"

☆☆☆☆☆

کیا خبر ہے

فرزانہ نے انگلی سے اشارہ کیا.. فرش پر ایک بٹن پڑا تھا.. یہ قمیص کا بٹن تھا۔ انسپکٹر جمشید نے اس کو اٹھا لیا.. چند سیکنڈ تک دیکھتے رہے.. پھر وہ فرزانہ کو دے کر بولے:

"فاروق عثمان صاحب کی بیوی کو دکھاؤ.. کہیں یہ ان کے شوہر کی قمیص کا تو نہیں ہے۔"

فرزانہ اندر چلی گئی.. جلد ہی اس کی واپسی ہوئی۔ اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا:

"نہیں! یہ ان کی قمیص کا نہیں ہے.. یوں بھی.. وہ تو پندرہ دن سے غائب ہیں۔"

"ہوں.. یہ ہے بھی مردانہ بٹن... اس کا مطلب ہے... جو شخص ڈائریاں اڑانے آیا.. یہ اس کی قمیص کا ہے.. لیکن ظاہر ہے.. جب اس نے دیکھا ہوگا کہ اس کی قمیص کا ایک بٹن غائب ہے تو اس نے فوراً قمیص تبدیل کر دی ہوگی.. اور اب اس بات کا امکان کم ہے کہ یہ بٹن ہماری مدد کر سکے۔" انسپکٹر

جمشید کہتے چلے گئے۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے.. ابھی تک ہم اس کیس میں کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے.. پتا نہیں.. بے چارے فاروق عثمان کہاں ہوں گے۔"

"فکر نہ کرو.. ہم انہیں تلاش کر لیں گے... اور یہ بھی پتا چلا لیں گے کہ یہ کیا چکر ہے... آؤ چلیں... ویسے اس بٹن پر بھی غور کرو.. اس وقت تک ہماری ملاقات اس کیس کے سلسلے میں جتنے لوگوں سے ہوئی ہے... کیا ایسے بٹن کسی کی قمیص پر دیکھے ہیں۔"

"غور کر لیتے ہیں... آپ کی غور کی دعوت کا شکریہ۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

انہوں نے بٹن کو خوب غور سے دیکھا اور اس کی بناوٹ کو ذہن میں بٹھا لیا.. لیکن انہیں یہ یاد نہ آسکا کہ اس جیسے بٹن کہیں دیکھے ہیں یا نہیں۔ وہ وہاں سے باہر نکل رہے تھے کہ فاروق عثمان کی بیوی کی آواز نے ان کے قدم روک لیے..

"مجھے ایک بات یاد آ رہی ہے.. شاید وہ آپ کے کسی کام آسکے۔"

"ضرور بتائیں۔" وہ رک گئے... البتہ ان کی طرف مڑے نہیں.. فرزانہ ضرور مڑ کر ان کی طرف دیکھنے لگی.. وہ اس وقت بھی دروازے کی اوٹ میں تھیں۔ ایسے میں وہ بولیں:

"پندرہ دن پہلے جب ملاقاتی آیا تھا تو میں نے دروازے کے اس طرف رہ کر ان کی باتیں سنی تھیں.. باتیں کرتے وقت وہ اپنے جملوں میں جی ہاں کا کافی استعمال کرتا تھا.. یعنی بلا ضرورت بھی جی ہاں کہتا تھا.. دوسری

بات... یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے اس شخص نے میرے خاوند کا حلیہ تبدیل کیا تھا.. اس پر میرے خاوند نے حیرت بھی ظاہر کی تھی.. جواب میں اس نے کہا تھا کہ ایسا صرف احتیاط کے طور پر کیا جا رہا ہے.. میرے خاوند نے پھر کچھ نہیں کہا تھا اور حلیہ تبدیل کرا لیا تھا۔"

"ہوں... یہ بات کافی اہم ہے.. اور یہ جو آپ نے جی ہاں والی بات بتائی ہے.. یہ بھی اہم ہے.. ہو سکتا ہے، اس کے ذریعے ہم کیس میں کچھ آگے بڑھ سکیں.. میں آپ کے سامنے ہی فون کرتا ہوں۔"

اب انہوں نے اکرام کے نمبر ڈائل کیے اور اس کی آواز سن کر بولے:

"جی ہاں اکرام۔"

"جی فرمایئے۔"

"فرما تو رہا ہوں.. جی ہاں۔"

"یہ آج آپ کو کیا ہو گیا ہے سر۔" اکرام نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بس مجھے جی ہاں ہو گیا ہے.. اور میں چاہتا ہوں.. تمہیں بھی جی ہاں ہو جائے.. کیا تم کسی ایسے جرائم پیشہ کو جانتے ہو.. جو بات بات میں جی ہاں استعمال کرتا ہو۔"

"اوہ.. اوہ.. جی ہاں۔" اکرام چلا اٹھا۔

"کیا مطلب.."

"میں ایسے ایک جرائم پیشہ کو جانتا ہوں.. وہ واقعی جی ہاں ضرورت سے بھی زیادہ استعمال کرتا ہے۔"

"اور اکرام.. اس کا کیا نام ہے؟"

"اس کا نام ٹونی ہے سر... کئی بار کا سزا یافتہ ہے.. لیکن اب بہت دنوں سے اس کی کوئی کارروائی سننے میں نہیں آئی.." "شاید جرم کر کر کے تھک چکا ہے.. اور اب آرام کر رہا ہے۔"

"ہوں! اس بات کا امکان ہے... ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں اکرام۔"

"لیکن ابا جان۔" فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

"کیا کہنا چاہتی ہو فرزانہ۔" وہ اس کی طرف مڑے۔

"ہم اس سے ملاقات کریں گے تو وہ ہوشیار ہو جائے گا.. ابھی تک اسے معلوم نہیں کہ ہم نے اس کے بارے میں کچھ معلوم کیا ہے... تو کیوں نہ اس کی خفیہ طور پر نگرانی شروع کر دی جائے... اس طرح ہم جان جائیں گے.. کہ وہ ان دنوں کس سے مل جل رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے فرزانہ.. ارے ہاں! ایک کام اور بھی تو کرنا چاہیے۔"

"اور.. اور وہ کیا ابا جان۔"

"ایک منٹ ٹھہرو.. اکرام.. فی الحال تم اسے نہ چھیڑو... بس خفیہ نگرانی شروع کرا دو.. اسے نگرانی کا ہرگز احساس نہ ہو اور تم ذرا اس کی فائل یہیں لے آؤ۔"

"آپ کہاں ہیں۔"

"میں اس وقت فاروق عثمان کے گھر کے سامنے موجود ہوں.. لیکن اب تمہارا انتظار کرنے کے لیے پھر ان کے ڈرائنگ روم میں بیٹھنا ہو گا۔"

"میں بہت جلد پہنچ رہا ہوں.. پتا لکھوا دیں۔"

انہوں نے فاروق عثمان کا پتا لکھوا دیا.. چند منٹ بعد اکرام

وہاں پہنچ گیا.. اس کے ہاتھ میں فائل موجود تھی.. انہوں نے فائل میں اس کی تصویر دیکھی اور اس کے بارے میں جو حالات لکھے تھے.. ان کا بھی مطالعہ کیا.. یہ شخص اغوا کا ماہر تھا.. اب انہوں نے فائل فاروق عثمان کی بیوی عائشہ کو دکھائی.. فائل میں لگی تصویر کو دیکھتے ہی وہ بول اٹھیں:

''وہ یہ نہیں تھا۔''

''کیا مطلب.. وہ ملاقاتی تصویر والا آدمی نہیں تھا۔''

''جی نہیں۔'' وہ بولیں۔

''لیکن ابا جان.. یہ بھی تو سوچیں.. کہ وہ یہاں سے فاروق عثمان صاحب کو حلیہ تبدیل کر کے لے گیا ہے... اور غالباً وہ خود بھی یہاں میک اپ میں آیا تھا تا کہ بعد میں کوئی پولیس کو بتا نہ سکے... کہ اس حلیے کا آدمی آیا تھا.. اور غالباً اسی لیے یہاں سے فاروق عثمان صاحب کو بھی میک اپ میں لے جایا گیا.. تا کہ کسی کو پتا نہ چل سکے کہ ٹونی کے ساتھ کون جا رہا ہے۔''

''اوہ.. اوہ.. یہ باتیں دل کو لگتی ہیں... ضرور اسی لیے عائشہ صاحبہ... ٹونی کی تصویر کو پہچان نہیں سکیں... اپنے اصل حلیے میں تو وہ آیا ہی نہیں۔''

''ٹھیک ہے اکرام.. ٹونی اس کیس میں اہم کردار ادا کر رہا ہے.. لہٰذا فوری طور پر اس کی خفیہ ترین نگرانی شروع کرا دو.. اور اس کی قمیص کے بٹنوں کا جائزہ بھی لے لو..''

''بہت بہتر سر۔''

''اور اکرام میں چاہتا ہوں.. اس کے ساتھ ساتھ چند اور لوگوں کی بھی نگرانی شروع کرا دو.. ان کی حرکات و سکنات کی رپورٹ مرتب کی

جائے۔''

''آپ فکر نہ کریں سر۔''

''اچھا اکرام... اب تم ذرا اس بٹن کو بھی دیکھ لو.. یہ بٹن جس کی قمیص میں بھی لگے نظر آئیں.. فوراً نوٹ کر لینا۔''

''جی اچھا۔'' اس نے جواب دیا۔

پھر اکرام رخصت ہو گیا.. وہ بھی وہاں سے گھر آ گئے...

رات کے نو بجے اکرام کا فون ملا.. وہ پرجوش انداز میں کہ رہا تھا:

''ٹونی کی حرکات سکنات مشکوک ہیں سر... وہ گھر سے کہیں جانے کی تیاریوں میں مصروف ہے.. ایسا نہ ہو، وہ ہاتھ سے نکل جائے... کیونکہ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ چکنی مچھلی کی طرح پھسل جاتا ہے۔''

''تم وہیں ٹھہرو... ہم آ رہے ہیں.. پتا لکھواؤ۔''

اکرام نے پتا لکھوا دیا..

''چلو بھئی... ٹونی سے تو دو دو باتیں ہو ہی جائیں.. ورنہ وہ فرار ہونے کی تیاریاں کر رہا ہے.. غالباً اسے معلوم ہو چکا ہے کہ ہم اس کی نگرانی کرا رہے ہیں.. یا پھر بٹن کے بارے میں اسے معلوم ہو گیا۔''

وہ فوراً گھر سے نکل پڑے... ٹونی کے گھر کے باہر ہی اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ خفیہ جگہ موجود تھا.. وہ کونوں کھدروں میں کھڑے تھے.. اکرام فوراً ان کی طرف لپک آیا:

''کیا خبر ہے؟''

''وہ ابھی اندر ہی ہے''

''یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ کہیں فرار ہونے کی تیاریوں میں ہے۔''

''اس کے کمرے میں مسلسل ہل جل نظر آ رہی ہے.. اس کے کمرے کے بالکل سامنے والے مکان میں اس وقت ہمارا آدمی موجود ہے... وہ برابر اس کی دوربین کی مدد سے نگرانی کر رہا ہے اور ساتھ میں مجھے بتا بھی رہا ہے..''

''بالکل ٹھیک۔''

پھر اسی وقت اس کے سیٹ پر اشارہ موصول ہوا، اس نے سیٹ کان سے لگا لیا.. دوسری طرف سے اس کا ماتحت کہہ رہا تھا:

''سر! اب وہ باہر نکلنے کی تیاری کر چکا ہے۔''

''آؤ اکرام.. ہم اس سے گھر کے اندر ہی بات کریں گے۔''

وہ فوراً آگے بڑھے.. محمود نے گھنٹی کا بٹن دبا دیا.. جلدی دروازہ کھلا۔

☆☆☆☆☆

میں چلتا ہوں

اندر گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی.. ساتھ ہی محمود نے پھر گھنٹی بجا دی.. پھر ایک منٹ گزر گیا.. دروازہ نہ کھلا.. آخر محمود نے تیسری بار گھنٹی بجائی.. اس کے ایک منٹ بعد قدموں کی آواز سنائی دی اور دروازہ کھل گیا.. انہیں ٹونی کی شکل دکھائی دی:

''مسٹر ٹونی؟'' انسپکٹر جمشید نے سوالیہ انداز میں کہا۔

ادھر ان کے چہروں پر نظر پڑتے ہی اس کا رنگ بالکل اڑ چکا تھا۔ اس کا مطلب ہے، وہ انہیں پہچانتا تھا۔

''آپ.. خیر تو ہے.. ہمیں آپ سے کچھ ضروری کام ہے۔''

''لیکن.. مجھے اس وقت کہیں جانا ہے اور میرا وہاں پہنچنا بہت ضروری ہے۔ جی ہاں۔'' اس کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

''ہمیں افسوس ہے.. ہم آپ کا زیادہ وقت نہیں لیں گے.. امید ہے، آپ وقت پر وہاں جا سکیں گے۔''

''نہیں جناب! میں تو پہلے ہی لیٹ ہو چکا ہوں۔'' وہ فوراً بولا۔

''اس کے باوجود آپ کو ٹھہرنا پڑے گا.. ہماری بھی مجبوری ہے۔''

''آخر آپ کو مجھ سے کیا کام ہے۔''

''یہ تو ہم بیٹھ کر ہی بتا سکتے ہیں، کھڑے رہ کر نہیں... ویسے کیا آپ ہمیں پہچانتے ہیں۔''

''ہاں کیوں نہیں.. آپ انسپکٹر جمشید ہیں..''

''بہت خوب! ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولیں... یا کھلوائیں.. میری یہ بچی آپ کے ساتھ اندر جائے گی۔''

''وہ کیوں.. یہ کیا بات ہوئی.. جی ہاں؟''

''ہوسکتا ہے، آپ فرار ہونے کی کوشش کریں۔''

''لیکن بھلا میں ایسا کیوں کروں گا۔''

''اس بات کا زبردست امکان ہے۔''

''تو کیا یہ بچی مجھے فرار ہونے سے روک لے گی۔'' اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''ان شاء اللہ۔'' ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

''اچھی بات ہے.. آئیں بی بی.. میں ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتا ہوں۔''

''یاد رکھیے... اگر آپ نے فرار ہونے کی کوشش کی... تو آپ اس کوشش میں بری طرح ناکام ہو جائیں گے...''

''میں فرار ہونے کی کوشش کیوں کروں گا جی ہاں۔''

''آپ کے حق میں بہتر بھی یہی ہے کہ فرار نہ ہوں.. اگر آپ ایسی کوئی کوشش کریں گے تو پھر ہمیں آپ کے خلاف کسی ثبوت کی ضرورت نہیں رہے

گی۔''

''کیا مطلب.. مجھ پر الزام کیا ہے۔''

''فاروق عثمان غوری نامی شخص کو اغوا کرنے کا الزام ہے آپ پر۔''

''کیا!!!'' وہ خوف زدہ انداز میں چلایا۔

''ہاں یہی الزام ہے...''

''میں اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا۔''

''اگر آپ اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتے اور اس کے اغوا سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے تو آپ کو پریشان ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں.. بس ہم آپ کے گھر کی تلاشی لیں گے۔''

''آئیے... آپ اپنا اطمینان کرلیں نا.. اغوا کی اس واردات کا مجھ سے دور کا بھی تعلق ثابت ہو جائے تو جو چور کی سزا وہ میری..''

''شکریہ!''

پھر وہ اس کے ساتھ اندر داخل ہوئے..

''تلاشی شروع کرنے سے پہلے آپ ہماری تلاشی لے لیں.. ورنہ پھر یہ نہ کہیے گا کہ یہ چیز میرے گھر میں سے نہیں ملی.. آپ کے پاس پہلے سے تھی۔''

''نہیں.. میں آپ کی تلاشی نہیں لوں گا۔''

''میں آپ سے پھر کہتا ہوں.. تلاشی لے لیں..''

''جی نہیں۔''

''آپ کی مرضی.. بہرحال آپ ہمارے ساتھ ساتھ رہیں۔''

اب انہوں نے کمروں کی تلاشی شروع کی.. ایک ایک کرکے

تلاشی لیتے چلے گئے۔ آخر انسپکٹر جمشید بولے:

''آپ کے کپڑوں کی الماری ابھی تک نظر نہیں آئی۔''

''جی کیا مطلب... کپڑوں کی الماری؟'' اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہاں! کپڑوں کی الماری...''

''کپڑوں کی الماری میں آپ کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔''

''آپ کو اس سے کیا۔''

''آئیے میں آپ کو وہاں تک لے چلتا ہوں۔'' اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

''کیا گھر میں آپ کے سوا اور کوئی نہیں؟''

''سب لوگ گاؤں گئے ہوئے ہیں۔''

''اوہ اچھا...'' وہ چونکے۔

اور پھر انہوں نے کپڑوں کی الماری کی تلاشی شروع کی۔ اس کے نچلے حصے میں کچھ میلے سوٹ بھی ایک ڈھیر کی صورت میں تھے... محمود، فاروق اور فرزانہ فوراً اس طرف متوجہ ہو گئے۔

''یہ میلے کپڑے ہیں... آخر ان میں آپ کیا دیکھنا چاہتے ہیں؟'' وہ چلایا۔

''مسٹر ٹونی... چیخنے اور چلانے سے کچھ نہیں ہوگا... آپ بس دیکھتے جائیں۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''آہا... یہ دیکھیے ابا جان۔'' فرزانہ کی آواز نے انہیں اس کی طرف متوجہ کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک قمیص تھی۔ اس میں سے ایک بٹن غائب تھا۔

''مسٹر ٹونی! یہ بٹن کہاں گیا۔''

''کہیں گر گیا ہوگا... دھاگا نکل جانے سے بٹن گر ہی جاتے ہیں... اس میں کیا عجیب بات ہے۔ اس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہی تو سوال ہے... اگر وہ بٹن کسی خاص جگہ سے ملے تو؟''

''کیا مطلب... کک... کیا یہ بٹن آپ کو۔'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔ اس کا چہرہ تاریک ہو گیا۔

''ہاں! یہ رہا وہ بٹن... اور یہ ہمیں فاروق عثمان کے گھر سے ملا ہے... اور فاروق عثمان پندرہ دن سے غائب ہیں... تم نے ان سے ملاقات کی تھی... لیکن تم اس وقت میک اپ میں تھے... پھر تم فاروق عثمان صاحب کو اپنے ساتھ لے گئے... لیکن ساتھ لے جانے سے پہلے ان کے حلیے میں بھی تبدیلی کی تھی... اب تم بتاؤ... فاروق عثمان کہاں ہیں۔''

''اوہ تو یہ بات ہے۔'' اس نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں! ہے تو یہی بات... تو پھر؟''

''میں نہیں بتا سکتا... فاروق عثمان کہاں ہے... بتاتا ہوں تو وہ مجھے نہیں چھوڑے گا... نہیں بتاتا ہوں تو آپ مجھے نہیں چھوڑیں گے لہٰذا میں چلتا ہوں۔''

یہ کہ کر اس نے منہ کو حرکت دی... جیسے کوئی چیز چبائی ہو...

''خبردار... مت چبانا... ہم...''

انسپکٹر جمشید کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... ٹونی فرش پر لڑھک گیا تھا... وہ تیزی سے اس پر جھکے... لیکن وہ واقعی جا چکا تھا، وہ دھک سے رہ گئے۔ ان کے رنگ اڑ گئے... کیونکہ اس شخص سے انہیں فوری طور پر

بھی۔''

''تم بہت ذہین ہو ٹونی۔''

''لیکن باس! میں اپنا تو حلیہ تبدیل کرلوں گا.. لیکن اس کا حلیہ کس طرح تبدیل کروں گا بھلا۔''

''یہ مجھے معلوم نہیں.. تمہارا کام ہے.. میں تمہیں تنخواہ کس بات کی دیتا ہوں ٹونی۔''

''معاف کیجیے گا باس۔'' ٹونی گھبرا گیا۔

ساتھ ہی فون بند ہو گیا.. ٹونی آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا.. اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہو چکے تھے... اس کا باس ہمیشہ اس سے عجیب و غریب کام لیتا تھا.. یہ کام بھی اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا.. لیکن بہر حال اسے کرنا تھا.. اس نے جلدی جلدی اپنا حلیہ تبدیل کیا.. اب وہ ایک شریف انسان نظر آرہا تھا..

اس کے ایک گھنٹے بعد وہ نیو کالونی کے مکان نمبر B.307 کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ جلد ہی دروازہ کھلا اور ایک بھولے بھالے آدمی کا چہرہ نظر آیا:

''آپ.. آپ فاروق عثمان غوری ہیں نا؟'' اس نے قدرے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔''

''جی... جی ہاں۔'' فاروق عثمان نے حیران ہو کر کہا۔

''مجھے آپ سے کچھ ضروری کام ہے.. جی ہاں..''

''میں کمرے کا دروازہ کھولتا ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ اندر چلا گیا۔ پھر ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھلا:

''اندر تشریف لے آئیں۔'' اس نے کہا۔

کمرے میں ایک چھوٹی سی سادہ سی میز موجود تھی۔ اس کے پاس دو کرسیاں تھیں.. دونوں آمنے سامنے ان پر بیٹھ گئے..

''اب فرمائیے.. آپ کون ہیں.. مجھے کیسے جانتے ہیں۔''

''میں ایک بہت دولت مند آدمی کا ملازم ہوں... انہیں آپ سے کچھ کام ہے جی ہاں... وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں... بہت اچھے آدمی ہیں... امید ہے، ان سے ملاقات آپ کے لیے بہت فائدہ مند رہے گی.. جی ہاں۔''

''انہیں میرے بارے میں کیسے معلوم ہے...؟'' فاروق عثمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

''بات یہ ہے کہ وہ بہت بڑے آدمی ہیں... میں نہیں جانتا، انہیں آپ کے بارے میں کیا معلوم ہے اور انہوں نے کس طرح معلوم کیا ہے... میں تو سیدھا سادا آدمی ہوں... ان کا ملازم ہوں... ان کا پیغام لے کر آپ کے پاس آیا ہوں... اگر آپ چلنا چاہیں تو میں اپنے ساتھ ہی آپ کو لے چلتا ہوں.. اور واپس بھی یہاں چھوڑ جاؤں گا.. آپ کو اس سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی.. میں گاڑی پر آیا ہوں۔''

''میں الجھن محسوس کر رہا ہوں۔''

''قدرتی بات ہے.. لیکن آپ خود سوچیں.. آخر وہ صاحب آپ کو جو بلا رہے ہیں، انہیں آپ سے کوئی کام ہی ہو سکتا ہے.. اور جب کوئی کسی سے کام لیتا ہے.. تو اسے اس کام کے بدلے میں کچھ معاوضہ بھی دیتا ہے... مجھے ٹھیک طور پر تو معلوم نہیں... لیکن میرا اندازہ یہی ہے کہ مالی اعتبار سے آپ بہت فائدے میں رہیں گے۔''

معلوم ہو جاتا کہ فاروق عثمان کہاں ہیں۔اب منزل ایک بار پھر ان سے دور ہو گئی تھی۔

''یہ.. یہ کیا ہوا جمشید!'' پروفیسر داؤد دکھ بھرے لہجے میں بولے۔

''اللہ کو یہی منظور تھا۔''

یہ کہ کر وہ اکرام کی طرف مڑے.. اسے ہدایات دیں.. پھر محمود، فاروق اور فرزانہ سے بولے:

''اب تم بتاؤ.. ہم فاروق عثمان کا سراغ کیسے لگائیں۔''

''یہ بات تو صاف ظاہر ہے ابا جان کہ ٹونی کسی کے لیے کام کر رہا تھا.. کیونکہ مرنے سے پہلے اس نے کہا تھا، میں نہیں بتا سکتا، فاروق عثمان کہاں ہے.. بتاتا ہوں تو وہ مجھے نہیں چھوڑے گا.. نہیں بتاتا ہوں تو آپ مجھے نہیں چھوڑیں گے.. لہٰذا اس نے خودکشی کر لی.. لیکن..'' فرزانہ کہتے کہتے رک گئی۔

''لیکن کیا.. تم میں بس یہی بات بری ہے کہ بات کو درمیان میں چھوڑ دیتی ہو۔'' محمود نے اسے گھورا۔

''لیکن.. اس کے باس کو یہ بات معلوم نہیں۔''

''کون سی بات؟''

''یہ کہ ٹونی نے خودکشی کر لی ہے.. لہٰذا باس اس سے رابطہ کرے گا.. اس کا فون آئے گا۔''

''اوہ ہاں! واقعی.. اس کا زبردست امکان ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے پرجوش انداز میں کہا۔

پھر انہوں نے جھک کر ٹونی کے کپڑوں کی تلاشی لی اور موبائل

نکال لیا۔انہوں نے اس سے اپنے نمبر ڈائل کیے تو ان کے فون پر ٹونی کے نمبر آ گئے.. انہوں نے وہ نمبر نوٹ کر لیا.. گھر کا فون بھی آن تھا.. اس کے نمبر بھی نوٹ کر لیے گئے..

''اس کا مطلب ہے.. ہمیں اس کے فون کا انتظار کرنا پڑے گا.. لیکن ابا جان! یہ انتظار تو بہت طویل بھی ہو سکتا ہے۔'' فاروق نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

وہ سب مسکرا دیے.. ایسے میں محمود نے کہا:

''اس میں شک نہیں کہ انتظار طویل ہو سکتا ہے.. لیکن ہم کر بھی کیا سکتے ہیں.. انتظار تو کرنا ہو گا۔''

''اور کیا آپ..''

عین اس لمحے ٹونی کے فون کی گھنٹی بج اٹھی:

☆☆☆☆☆

ٹونی

رات تاریک تھی.. ٹونی کا باس بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا.. اس کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا اور دوسرا جا رہا تھا..

ایسے میں دروازے پر دستک ہوئی:

"آجاؤ ٹونی.. میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔" اس نے دروازے کی طرف مڑے بغیر کہا.. وہ سڑک کی طرف کھلنے والی کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"کیا حکم ہے باس۔" ٹونی کی آواز لہرائی۔

"ٹونی.. فاروق عثمان اڑ گیا ہے.. اس نے صاف کہہ دیا ہے.. وہ اب یہ کام نہیں کرے گا.. اپنے تجربات سے لوگوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتارے گا.. جو کرنا ہے کر لو۔"

"میں ابھی اسے کام کرنے پر مجبور کیے دیتا ہوں باس.. آپ فکر نہ کریں۔"

"یہی تو تم میں خوبیاں ہیں ٹونی.. جاؤ.. بات کرو اس سے۔"

"بہتر ہو گا باس.. آپ بھی ساتھ چلیں۔"

"اچھی بات ہے.. آؤ.."

یہ کہہ کر وہ مڑا.. اور آگے آگے چلنے لگا.. اس کمرے سے نکل کر وہ سامنے والے کمرے میں آئے.. یہاں باس نے فریم کے پیچھے لگا ایک بٹن دبایا.. اس طرح تہ خانے کا دروازہ کھل گیا۔

"چلو ٹونی.. تم آگے چلو.."

"اوکے باس۔"

وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے تہ خانے کے دروازے پر پہنچ گئے.. ٹونی پہلے اندر داخل ہوا.. اس کے پیچھے باس داخل ہوا.. دونوں سیڑھیاں اتر کر فرش پر پہنچ گئے.. وہاں فاروق عثمان کرسی پر بیٹھا تھا.. اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ رکھا تھا۔

"یہ دیکھو فاروق عثمان.. کون آیا ہے۔" باس بولا۔

اس نے سر اٹھایا.. ٹونی پر نظر پڑتے ہی تھر تھر کانپنے لگا:

"نن.. نہیں.. نہیں۔" وہ لرزا۔

"اب کیا خیال ہے.. کام کرو گے یا نہیں۔"

"نہیں... مجھے معلوم نہیں تھا.. تم ان دھماکوں سے اپنے ملک اور قوم کے لوگوں کو ہلاک کرو گے.. میرا فارمولا تو اپنے ملک کی فوج کے لیے تھا.. اس دور میں سب سے زیادہ اخراجات ہتھیاروں کے سلسلے میں ہوتے ہیں.. میں نے تو اپنے تجربات کے ذریعے اپنے ملک کی فوج کے اخراجات کم کرنے اور دشمن کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کے لیے کیے ہیں.. مجھے نہیں معلوم تھا، اس ملک میں ایسے ملک دشمن لوگ بھی ہیں.. جو دولت سمیٹنے کے

لیے ملک کو نقصان پہنچا سکتے ہیں.. لعنت ہے تم پر... اب میں موت کو گلے لگا لوں گا.. لیکن تمہارے لیے بم تیار نہیں کروں گا.. اس وقت تک میں نے جتنے بھی بم تیار کیے ہیں... یہ خیال کر کے تم لوگوں کے حوالے کیے ہیں کہ تم اس ایجاد کو اپنے نام سے حکومت کے حوالے کرنا چاہتے ہو.. اگر تم لوگوں کا کام یہ نہ ہوتا تو میں صبر کر لیتا.. لیکن اب جب کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے.. تم تو ملک دشمن ہو اور اس ایجاد سے ملک کے لوگوں کو ہلاک کر رہے ہو تو میں تمہارے لیے یہ بم نہیں بناؤں گا۔''

''تم نے سنا ٹونی۔''

''ہاں باس سنا۔''

''بس تو اسے سیدھا کر دو.. جب تک بم بنا کر دینے کی بات نہ کرے، اس وقت تک اس کا مزاج پوچھتے رہو.. پھر مجھے اطلاع دینا.. میں چلتا ہوں۔''

''او کے باس۔'' ٹونی بولا۔

باس جانے کے لیے مڑ گیا.. فاروق عثمان کی آنکھیں ٹونی پر جم گئیں.. لیکن اب ان آنکھوں سے خوف دور ہو گیا تھا.. جب انسان جان دینے پر تل جاتا ہے تو پھر وہ بے خوف ہو جاتا ہے۔ باس کے اوپر چلے جانے کے بعد ٹونی نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر فاروق عثمان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور ان کے قریب آ کر بالکل دبی آواز میں بولا:

''میں ٹونی نہیں ہوں۔''

اس سے پہلے مارے حیرت کے ان کے منہ سے 'کیا' نکل جاتا.. ٹونی کے ہاتھ فوراً ان کے منہ پر جم گئے.. ساتھ ہی اس نے کہا:

''میں ٹونی نہیں ہوں.. انسپکٹر جمشید ہوں۔''

مارے حیرت کے فاروق عثمان کی آنکھیں پھیل گئیں.. ادھر انسپکٹر جمشید کہہ رہے تھے:

''اب ذرا آپ بلند آواز میں چیخنا چلانا شروع کر دیں.. تاکہ باس یہ خیال کرے کہ میں آپ کو مار پیٹ رہا ہوں..''

انہوں نے سر ہلا دیا اور لگے ہائے وائے کرنے.. آخر کچھ دیر بعد انسپکٹر جمشید تہ خانے سے نکل آئے.. باس اپنے کمرے میں موجود تھا.. انہیں آتے دیکھ کر سیدھا بیٹھ گیا:

''ہاں ٹونی.. کیا رہا؟''

''منا لیا باس..''

ایسے میں بھاری قدموں کی آواز سنائی دی.. پھر گرج دار آواز میں کسی نے کہا:

''خبردار ہاتھ اوپر اٹھا دو۔''

انہوں نے دیکھا.. محمود، فاروق، فرزانہ، پروفیسر داؤد اور خان رحمان پستول تانے اندر آ رہے تھے.. اور ان کے ساتھ سب انسپکٹر اکرام تھا۔

باس نے جیسے سنا ہی نہیں.. اس نے ٹونی کی طرف دیکھا:

''ٹونی.. ان سب کو ٹھکانے لگا دو..''

''بہت اچھا باس۔''

یہ کہہ کر ٹونی نے جیب سے بالکل ایسا ہی لفافہ نکال لیا.. جیسے لفافے دھماکوں میں استعمال ہوئے تھے۔

''ہاہاہا . . بہت خوب ٹونی . . ذرا خط کھول ڈالو۔''

''اور خود ہم باس . . ہم بھی تو ختم ہو جائیں گے۔''

''کیا مطلب؟'' باس زور سے اچھلا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

''کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہیں۔'' انسپکٹر جمشید حیران ہو کر بولے۔

''تت . . نن نہیں . . تت . . تم کون ہو۔'' وہ سرسراتے لہجے میں بولا۔

''میں کون ہوں . . میں ٹونی ہوں باس۔''

''تب پھر تم نے یہ کیوں کہا اور خود ہم بھی ختم ہو جائیں گے . . اگر تم ٹونی ہو تو یہ جملہ نہیں کہہ سکتے . . اس لیے کہ ہم تو وہ چیز استعمال کر چکے ہیں جو اس گیس سے ہمیں بچا لے گی . . فاروق عثمان نے پہلے دن ہمیں وہ چیز دے دی تھی . . یہ بات تمہیں اچھی طرح معلوم ہے . . لہٰذا تم یہ کس طرح کہہ سکتے ہو کہ اور خود ہم بھی تو ختم ہو جائیں گے۔''

''دھت تیرے کی۔'' انسپکٹر جمشید نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

''حد ہوگئی . . آپ ٹونی کے میک اپ میں ہو کر بھی دھت تیرے کی کہہ رہے ہیں۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''کک . . کیا مطلب؟'' باس بری طرح اچھلا۔

''مسٹر صولت رائے صاحب . . آپ کا پول کھل چکا ہے . . یہ ٹونی نہیں انسپکٹر جمشید ہیں۔'' خان رحمان نے بلند آواز میں کہا۔

''کیا!!!'' باس پوری قوت سے چلایا . .

ساتھ ہی اس نے ایک عجیب حرکت کی:

☆☆☆☆☆

مجرم

اس نے اپنا دایاں جوتا پورے زور سے فرش پر دے مارا تھا . .

اس کے ساتھ ہی ایک زوردار دھماکا ہوا تھا اور پورا کمرہ گہرے سیاہ دھوئیں سے آن کی آن بھر گیا تھا . . اس دھوئیں میں وہ کچھ بھی دیکھنے کے قابل نہیں رہے تھے . . لہٰذا مجرم بھی ان کی آنکھوں سے بوجھل ہو گیا . . ان حالات میں وہ اس پر فائر بھی نہ کر سکے . .

دھواں چھٹا تو وہ کمرے میں نہیں تھا . . وہ سب اس دھوئیں سے بے ہوش نہیں ہوئے تھے . . اس میں بے ہوشی کرنے والی کوئی خاصیت نہیں تھی ۔

''ہاتھ آیا مجرم فرار ہو گیا . . افسوس ۔'' خان رحمان بولے ۔

''کوئی بات نہیں . . وہ بچ کر نہیں جا سکتا . . ''

انہوں نے کمرے کا جائزہ لیا . . صدر دروازے کی طرف سے تو وہ جا نہیں سکتا تھا . . اس لیے کہ باہر بھی ان کے ماتحت موجود تھے . . اس کا مطلب تھا کہ وہ اندر ہی اندر کہیں غائب ہوا ہے ۔ اب انہوں نے اس کمرے کا

جائزہ لیا اور جلد ہی ایک خفیہ راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے . . یہ راستہ عمارت کے پچھلی طرف جا نکلتا تھا اور اس طرف جھاڑیوں کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا . .

''یہ کیا ہوا جمشید . . وہ تو چکنی مچھلی کی طرح پھسل گیا ۔''

''ہاں ! لیکن خان رحمان تم یہ بھی تو دیکھو نا ہم نے فاروق عثمان کو آزاد کرا لیا ہے . . اور یہ کوئی کم خوشی کی بات نہیں . . . مجرم ان کی مدد کے بغیر اب اپنا پروگرام جاری نہیں رکھ سکے گا ۔''

''یہ تو خیر ٹھیک ہے . . . لیکن مزا تو کرکرا ہو گیا نا ۔'' پروفیسر صاحب منہ بنا کر بولے ۔

''آپ فکر نہ کریں . . مجرم بچ کر نہیں جا سکے گا . . ''

''گویا آپ اب بھی اسے گرفتار کرنے کی امید رکھتے ہیں ۔'' محمود بولا ۔

''ہاں ! کیوں نہیں . . ان شاء اللہ !''

اور پھر وہ فاروق عثمان کو ساتھ لیے ان کے گھر پہنچے . . دروازے پر دستک دی گئی . . پھر جونہی دروازہ کھلا ، فاروق عثمان اور اس کی بیوی کی مسرت بھری آوازیں سنائی دیں:

''آپ کو ان کی رہائی مبارک ہو . . ''

''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے . . . ہم آپ کے بھی شکر گزار ہیں ۔''

''لیکن ابا جان . . . انہیں اس طرح کیسے چھوڑا جا سکتا ہے . . مجرم آزاد ہے . . ''

''میں ان کے گھر پر سادہ لباس والے مقرر کیے دیتا ہوں . . اس کے

بعد ان کی حفاظت اور دوسرے کام انجام دیے جائیں گے.. فاروق عثمان اب حکومت کے لیے کام کریں گے... حکومت کی نگرانی میں رہیں گے.. ان کی ایک خاص حیثیت ہوگی۔"

"شش.. شکریہ!" اس نے جذباتی لہجے میں کہا۔

پھر جب تک وہاں سادہ لباس والے نہیں پہنچ گئے.. وہ وہیں رہے.. دوسرے دن انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی پھر ان کے گھر پہنچ گئے۔ فاروق عثمان گرم جوشی سے ملے۔

"آپ نے اپنی رہائی کی خبر فرم کے مالک واصف طوفانی کو سنائی یا نہیں۔"

"ابھی تک نہیں... میں نے سوچا، کچھ دن خوب آرام کرلوں.. پھر..."

"اچھا کیا.. آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہے۔"

"کہاں؟" وہ حیران رہ گئے۔

"ایک جگہ.. ابھی اور اسی وقت۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اچھی بات ہے۔"

وہ جلد ہی ان کے ساتھ چل پڑے.. انسپکٹر جمشید انہیں اپنے دفتر میں لے آئے:

"اب پہلے آپ اپنی کہانی تفصیل سے سنائیں.. پھر جب ان لوگوں نے آپ کو اغوا کیا... اس کے بعد آپ کے ساتھ کیا کیا ہوا.. ان لوگوں نے آپ کے ساتھ کیا کیا سلوک کیا:. ساری کہانی سنائیں... تاکہ ہم مجرم تک پہنچ سکیں۔"

"جی اچھا۔"

اور انہوں نے اپنی کہانی شروع کردی.. وہ بہت ہی معمولی چیزوں کے ملاپ سے خوف ناک دھماکا کرنے کی سوچ ان کی بچپن کی سوچ تھی.. بیرون ملک انہیں آزادنہ اس پر تجربات کرنے کے مواقع ملے اور آخر وہ کامیاب ہوگئے.. لیکن ان سے غلطی یہ ہوئی کہ وہ وہاں اپنے ملکی ساتھی ریاست مرزا سے یہ راز نہ چھپا سکے۔ انہیں بتادیا کہ وہ اس قسم کا ایک تجربہ کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں.. ریاست مرزا آستین کا سانپ نکلا.. وہ اصل باس کا ساتھی ہے.. اس نے یہاں آکر فوراً اسے کو بتادیا.. انہوں نے فاورق عثمان کو ٹونی کے ذریعے اغوا کرالیا.. باس اور ریاست مرزا ملک دشمن عناصر کے لیے کام کررہے ہیں.. بھاری رقوم لے کر ملک میں دھماکے کرانا ان کا پرانا کام ہے.. فاروق عثمان کے فارمولے سے تو انہوں نے خرچ کی جانے والی رقم بچائی ہے اور بس.. دوسرے یہ کہ اس ایجاد کے ذریعے دھماکے کرانا اس قدر آسان ہے کہ کسی بم وغیرہ کے ذریعے ممکن نہیں.. اس ایجاد کے ذریعے انہیں سب سے بڑا فائدہ ہی یہ نظر آیا تھا.. جیب میں لفافہ لے کر آدمی کہیں بھی آسانی سے جاسکتا تھا.. ریاست مرزا کے بارے میں وہ صرف اتنا ہی جانتے تھے کہ جس ادارے میں وہ کام کرتے تھے.. اسی ادارے میں ریاست مرزا ملازم تھے.. ایک ہی ملک کے ہونے کی وجہ سے دونوں قریب آگئے.. اب فاروق عثمان کو کیا معلوم تھا کہ ریاست مرزا دراصل کس قسم کا آدمی ہے..

یہ ساری کہانی سنا کر وہ خاموش ہوگئے:

"اچھا! ریاست مرزا کا حلیہ بتائیں۔"

"وہ لمبے قد کا آدمی ہے جو لمبے چہرے والا، رنگ سرخ وسفید ہے..

بال سرخی مائل سیاہ ہیں۔ آواز بھاری سی ہے۔''

''اور باس کے بارے میں کیا بتا سکتے ہیں۔''

''اس سارے معاملے میں حیرت انگیز بات بس یہی ہے... اس کی آواز مجھے جانی پہچانی سی لگتی رہی ہے... لیکن مجھے یاد نہیں آ سکا کہ وہ آواز میں کہاں سنتا رہا ہوں۔''

''بہت خوب! یہ ہوئی نا بات... اب آپ اس کی آواز سنیں تو پہچان لیں گے نا کہ یہ باس کی ہے۔''

''ضرور کیوں نہیں... لیکن اگر وہ آواز بدل کر بولتا رہا ہو تو میں کیسے پہچان سکوں گا۔''

''اس میں تو شک نہیں کہ وہ آواز بدل کر بولتا رہا ہے... لیکن... اگر آپ کو اس کی آواز جانی پہچانی محسوس ہوتی رہی ہے تو اب اس کی اصل آواز سن کر ضرور وہ آواز یاد آ جائے گی... جو وہ باس کی حیثیت سے حلق سے نکالتا رہا ہے... ہم چند لوگوں سے ملاقات کریں گے... ان سے بات چیت کریں گے... آپ صرف سنتے رہیں... دوسری بات یہ کہ ہم آپ کو اپنے ساتھ ایسے ہی نہیں لے جائیں گے۔''

''جی... کیا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ پہلے آپ کا حلیہ تبدیل کیا جائے گا...''

''ارے باپ رے...'' وہ گھبرا گئے۔

''کیا ہوا۔''

''یاد آ گیا کہ ٹونی بھی تو مجھے حلیہ تبدیل کر کے لے گیا تھا۔''

''اس کا مقصد نیک نہیں تھا... ہمارا مقصد نیک ہے۔'' وہ مسکرا

دیے۔

اور پھر ان کا یہ پروگرام شروع ہوا... باری باری کیس سے متعلق لوگوں سے انہوں نے ملاقات کی... ان سے بات چیت کی... اس دوران فاروق عثمان بالکل خاموش رہے... بس بات چیت سنتے رہے... اس طرح آخر میں وہ ایک ملاقاتی کے پاس پہنچے... جونہی اس ملاقاتی کے منہ سے آواز نکلی... فاروق عثمان بری طرح اچھلے... ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا... ان کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا:

''وہ... وہ یہی تھے۔''

''خبردار... آپ حرکت نہیں کریں گے مسٹر واصف طوفانی۔''

''کیا مطلب... یہ کیا کہا آپ نے۔'' واصف طوفانی حیرت زدہ انداز میں اچھلا۔

''ہمارے ساتھ اس وقت کوئی اور نہیں... فاروق عثمان صاحب ہیں...''

''نن... نہیں۔''

''آپ ہی نے انہیں اغوا کرایا تھا... اپنے ساتھی اور اپنے دوست ریاست مرزا کی طرف سے معلومات ملنے پر آپ نے اس کے ساتھ مل کر ان کے اغوا کا منصوبہ ترتیب دیا۔ یہ کام ٹونی سے لیا گیا... کیا آپ اس سے انکار کرتے ہیں۔''

''آپ... آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ انہیں میں نے اغوا کرایا تھا۔''

''آپ جس عمارت کو ان کاموں کے لیے استعمال کرتے رہے

ہیں.. وہاں آپ صولت رائے کے نام سے رہ رہے تھے.. ہم نے وہاں سے انگلیوں کے نشانات حاصل کیے ہیں.. وہاں اب بھی بہت سی جگہوں پر نشانات موجود ہیں.. فاروق عثمان صاحب اس بات کی گواہی دیں گے کہ انہیں اس عمارت میں قید رکھا گیا ہے.. ریاست مرزا کی انگلیوں کے نشانات بھی وہاں سے ملے ہیں.. ریاست مرزا پرانا جرائم پیشہ ہے.. اس کے ریکارڈ سے ہم نے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں... اور اس کا سراغ بھی لگا لیا ہے... وہ اس عمارت کے نزدیک ہی عمارت نمبر اے فور تھری میں رہ رہا ہے..''

''نن.. نہیں.. نہیں۔''

''گویا ثبوت مکمل ہوا.. اور آپ کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں بچا.. اگر بچا ہے تو ہم وہ بھی سننے کے لیے تیار ہی ہیں.. کیا خیال ہے ابا جان آپ کا اس بارے میں۔'' فاروق نے شوخ لہجے میں کہا۔

''تم نے ظاہر کر تو دیا ہے خیال.. اب ابا جان بے چارے کیا خیال ظاہر کریں گے۔'' محمود نے جھلا کر کہا۔

''یہ بھی کوئی انگارے چبانے کی بات ہے... وہ بھی جھلاہٹ کے انگارے۔'' فرزانہ مسکرائی۔

''ایک منٹ بھئی... تم اپنی مہابھارت بعد میں شروع کرنا.. مجرم نے ابھی اپنے منہ سے اقبال جرم نہیں کیا..''

''تو کیا آپ کے خیال میں یہ ابھی جرم کا اقبال کر لیں گے۔''

''بھئی اس میں فائدہ ہے نا.. ہمیں ان کو کمرۂ امتحان میں نہیں لے جانا پڑے گا.. کیا خیال ہے.. مسٹر... آپ کمرۂ امتحان میں چلنا پسند کریں گے..''

''نن.. نہیں.. نہیں۔'' وہ مارے خوف کے کانپ اٹھا۔

''دوسروں کو اس قدر بے دردی سے موت کے گھاٹ اتارنے والا کس قدر بزدل ہوتا ہے.. صاف نظر آ رہا ہے..''

اسی وقت اکرام ریاست مرزا کو لیے اندر داخل ہوا.. اس کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا۔

''لیجیے... جوڑی مکمل ہو گئی.. اب بس ہتھکڑیوں کی جوڑی کی کسر رہ گئی۔''

''وہ میرے پاس ہے۔'' اکرام کی آواز سنائی دی۔

اور ان کے چہروں پر مسکراہٹیں تیر گئیں۔

☆☆☆☆☆

اشتیاق احمد
047.7614295

☆☆☆☆☆

"میں ایک طالب علم ہوں.. اللہ کی مہربانی سے میرے اخراجات پورے ہو رہے ہیں.. دولت کمانے کے چکر میں نہیں پڑا اب تک... نہ ایسی کوئی خواہش ہے.. لہٰذا مجھے تو آپ معاف ہی رکھیے۔"

"چلیے... آپ مالی فائدہ نہ اٹھائیں.. اپنے کسی غریب رشتے دار یا غریب دوست کو فائدہ پہنچا دیجیے گا... آپ کا جانا فائدے سے خالی نہیں ہو گا.. اور اس کا بھی امکان ہے کہ آپ ملک اور قوم کے کام آسکیں.. کیا آپ ایسی بھی کوئی خواہش محسوس نہیں کرتے جی ہاں۔"

"کیا بات کرتے ہیں.. مسٹر... آپ نے شاید مجھے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا۔"

"اوہ جی ہاں! مجھے ٹونی کہتے ہیں۔"

"ہاں تو مسٹر ٹونی اگر معاملہ ملک اور قوم کا ہے تو میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گا.."

"تب پھر چلیے.."

"جانا کہاں ہے.."

ٹونی نے ایک لمحے کے لیے سوچا.. پھر بولا:

"ماڈل ٹی.."

"اچھی بات ہیں.. میں ذرا کپڑے تبدیل کر لوں۔" اس نے کہا۔

وہ اٹھ کر اندر چلا گیا.. پندرہ منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی..

"چلیے جناب میں تیار ہوں۔"

ٹونی نے اس پر ایک نظر ڈالی، اسے اپنے باس کی بات یاد تھی، چنانچہ پر سکون آواز میں بولا:

"آپ کے حلیہ میں تھوڑی سی تبدیلی کرنی پڑے گی.. اجازت ہے؟"

"کیوں! اس کی کیا ضرورت ہے؟"

"صرف احتیاط کے طور پہ.. اور خود کو محفوظ رکھنے کے لیے۔"

"یہ بات کچھ عجیب سی ہے۔" اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"آج کل سو طرح کے لوگ معاشرے میں پھیلے ہوئے ہیں.. سمجھا کریں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"اچھی بات ہے... آپ یہ بھی کر لیں..... لیکن لمحہ بہ لمحہ میری پریشانی میں اضافہ ہو رہا ہے۔"

"آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے.. کیا آپ کوئی دولت مند آدمی ہیں کہ آپ کے خلاف کوئی چکر چلایا جانے کا امکان ہو؟" اس نے منہ بنایا۔

"نہیں.. میں تو ایک غریب آدمی ہوں۔"

"بس تو پھر... جو صاحب آپ کو بلا رہے ہیں... وہ قومی جذبے کے تحت بلا رہے ہیں... ہمارے ملک کے دشمن ان کے خلاف کوئی شوشہ چھوڑنے میں دیر نہیں لگاتے.."

"اوہ ہاں اچھا.. ٹھیک ہے.. آپ کر لیں تبدیل۔"

ٹونی نے چند منٹ میں ہی اس کا حلیہ تبدیل کر کے رکھ دیا.. پھر اسے آئینہ دکھایا تو وہ اچھل پڑا۔

"کمال ہے.. اب تو میں بھی خود کو نہیں پہچان رہا۔"

"ہوں.. یہی تو میرا کمال ہے.. آئیے چلیں۔"

"میں گھر والوں کو دروازہ بند کرنے کے لیے کہہ دوں۔"

''یہیں سے کہ دیں۔۔۔ آپ اس حلیے میں اندر جائیں گے تو گھر والے الجھن محسوس کریں گے۔''

''ٹھیک ہے۔۔''اس نے کہا۔۔ پھر اندرونی دروازے کے پاس جا کر قدرے بلند آواز میں بولا:

''بیگم۔۔ میں جا رہا ہوں، آپ دروازہ لگا لیجیے گا۔''

جواب میں پاؤں کے زمین پر مارنے کی آواز آئی۔۔ یہ گویا اندر سے اشارہ ملا تھا کہ انہوں نے بات سن لی ہے۔

اب وہ باہر نکل کر کار میں بیٹھ گیا۔۔ ٹونی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔ ان کا سفر چالیس منٹ تک جاری رہا ہے۔۔ آخر کار کار ایک شان دار عمارت کے سامنے رک گئی۔اس کی شان و شوکت ہی سے اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس کے رہنے والے کیسے ہوں گے۔۔

ٹونی نے کار سے اتر کر دروازے کی گھنٹی بجائی۔۔ باہر کوئی پہرے دار وغیرہ نہیں تھا۔ فاروق عثمان کو یہ دیکھ کر قدرے حیرت ہوئی کہ اتنی بڑی عمارت اور باہر چوکیدار تک نہیں۔۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور ایک خونخوار قسم کا پہرے دار نظر آیا۔۔

''کیا بات ہے۔''اس نے سخت لہجے میں کہا۔

''صاحب نے انہیں بلایا ہے۔۔ مجھ سے انہوں نے فون پر بات کی تھی۔''ٹونی نے منہ بنا کر کہا۔

''ان کا نام مسٹر ٹونی؟''اب پہرے دار ذرا نرم انداز میں بولا۔

''فاروق عثمان غوری۔''

''ہاں ٹھیک ہے۔۔ مسٹر ٹونی۔۔ صرف انہیں اندر آنے کی اجازت

ہے۔۔ آپ کا کام بس اتنا ہی تھا۔''

''لیکن مجھے انہیں واپس گھر تک چھوڑ کر آنا ہے۔''

''اس بارے میں تو مجھے کچھ معلوم نہیں۔۔۔ آپ پھر یہاں میرے کیبن میں بیٹھ جائیں۔''پہرے دار بولا۔

''ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ ویسے بہتر ہوگا کہ تم انہیں اندر تو لے کر جا ہی رہے ہو۔۔۔ صاحب سے پوچھ لینا کہ میں ٹھہروں یا نہیں۔۔۔ انہیں واپس پہنچانا ہے۔''

''اس کا انتظام تو صاحب کر ہی دیں گے۔۔۔ پریشانی والی کون سی بات ہے۔''

''ہوں۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ پھر بھی میں ادھر بیٹھ جاتا ہوں۔''

''شوق سے۔''اس نے کہا، پھر فاروق کی طرف مڑتے ہوئے بولا:

''آیئے جناب!''

دونوں چل پڑے۔۔۔ ایک طویل برآمدہ طے کرنے کے بعد پہرے دار نے ایک دروازے پر دستک دی۔

''اندر بھیج دو۔۔ تم واپس جاؤ۔''

''سر! مسٹر ٹونی اپنے لیے حکم پوچھ رہے ہیں۔''

''وہ چلا جائے۔''

''اس کا کہنا ہے۔۔۔ ان صاحب کو واپس ان کے گھر تک پہنچا کر آنا ہے۔''

''ضرور۔۔۔ میں انہیں کسی کے ساتھ بھجوا دوں گا۔۔۔ ٹونی جا سکتا ہے۔''

''جی اچھا۔'' اس نے کہا اور اسے اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا.. پہلی بار اس کا دل زور سے دھڑکا.. اس نے اللہ کا نام لیا اور قدم اندر رکھ دیا۔ اندر ایک شاہانہ میز بچھی تھی۔ اس کے گرد نہایت پر تکلف کرسیاں رکھی تھیں.. سامنے والی کرسی پر ایک شریف صورت انسان بیٹھا تھا۔ اس نے نرم آواز میں کہا۔

''تشریف رکھیے مسٹر فاروق عثمان غوری صاحب.. یہی نام ہے نا آپ کا۔''

''جی.. جی ہاں۔'' اس نے کہا اور حیرت زدہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اور آپ ایک کیمیکل انجینئرنگ فرم میں ملازم ہیں۔''

''جی ہاں! یہی بات ہے۔''

''اور فرم کا نام شوکان کیمیکل انجینئرنگ ہے۔'' اس کے ہونٹ ہلے۔

''جی ہاں! یہی بات ہے۔'' اس کے لہجے میں حیرت تھی.. یعنی اس کے بارے میں یہ شخص ہر بات جانتا تھا۔

''بہت خوب! میرا آدمی درست آدمی کو لے کر آیا.. یہ سوالات میں نے اس لیے کیے کہ کہیں کوئی غلط آدمی نہ آ گیا ہو.. ایک بار ہمارے ساتھ ایسا بھی ہو چکا ہے.. بس بہت الجھن پیش آئی تھی۔'' یہاں تک کہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

فاروق عثمان اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھنے لگا.. لیکن وہ تو جیسے کسی گہری سوچ میں گم ہو چکا تھا.. کافی دیر تک وہ انتظار کرتا رہا..

جب وہ کچھ نہ بولا تو مجبور ہو کر اس نے کہا:

''جناب! آپ کہاں کھو گئے.. آپ مجھ سے کچھ کہہ رہے تھے۔''

وہ زور سے اچھلا۔ جیسے اچانک ہوش میں آ گیا ہو:

''اوہ ہاں! معاف کرنا... اچھا تو میں کہہ رہا تھا کہ آپ ایک انجینئر ہیں اور مجھے ایک انجینئر کی ضرورت ہے.. کیا آپ میرے ہاں ملازمت کرنا پسند کریں گے۔''

''لیکن جناب! میں تو پہلے ہی ملازمت کر رہا ہوں۔''

''وہاں آپ کو معمولی تنخواہ ملتی ہوگی.. پندرہ ہزار روپے.. جب کہ میں آپ کو تیس ہزار روپے دوں گا۔''

''اوہ!'' اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''اگر تیس ہزار کم ہے تو اس سے بھی زیادہ دیے جا سکتے ہیں۔''

''لیکن کیوں... آپ مجھے اتنی تنخواہ کیوں دیں گے۔''

''اس لیے کہ مجھے آپ کی ضرورت ہے.. مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ بہت کام کے آدمی ہیں۔''

''کام کا آدمی۔'' اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''ہاں! اس میں شک نہیں کہ آپ کام کے آدمی ہیں۔''

''آخر آپ کو میرے بارے میں کیسے معلوم ہے.. اور کیا معلوم ہے۔''

''آپ کو فرم کی طرف سے کچھ دنوں کے لیے بیرون ملک بھیجا گیا تھا.. تاکہ آپ وہاں مزید تجربہ حاصل کریں.. وہاں آپ کی ملاقات ایک صاحب سے ہوئی تھی.. وہ بھی وہاں تجربہ حاصل کرنے کے لیے آئے ہوئے

تھے.. اوران کا نام ریاست مرزا تھا۔"

"اوہ! اب سمجھا! آپ کو یہ سب ریاست مرزا نے بتایا ہے.. ہاں! مجھے وہاں ان کے ساتھ رکھا گیا تھا.. اور میں نے فرصت کے لمحات میں اپنے کچھ تجربات انہیں کر کے دکھائے تھے.. وہ بہت زیادہ حیران ہوئے تھے.."

"یہی بات ہے.. میں ابھی آپ کی ملاقات ان سے کراتا ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے وہ مسکرایا۔

"کیا مطلب.. وہ یہاں ہیں۔"

"وہ میرا بھائی ہے... کیمیکل انجینئرنگ کی تعلیم کے لیے وہاں گیا ہوا تھا.. وہاں آپ کے ساتھ وقت گزارا.. یہاں آیا تو آپ کا ذکر کیا.. میں نے سوچا، آپ تو بہت کام کے آدمی ہیں.. آپ کو بلانے کا فیصلہ کرلیا.. یہ کہتے ہوئے اس نے گھنٹی کا بٹن دبا دیا.. جلد ہی لمبے قد کا ایک شخص اندر داخل ہوا..

"آہا.. ریاست مرزا صاحب السلام علیکم۔" مارے حیرت کے اس کے منہ سے نکلا۔

"وعلیکم السلام۔" ریاست مرزا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور اس سے ہاتھ ملایا.. لیکن اس کی مسکراہٹ عجیب سی تھی۔

ریاست مرزا ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا:

"لو ریاست مرزا.. میں نے انہیں بلالیا.. اگر یہ ہمارے لیے کام کرنے کے لیے تیار ہیں تو انہیں تیس.. بلکہ چالیس ہزار روپے تنخواہ دیں گے.."

"تو پھر یہ کیا کہتے ہیں۔" ریاست مرزا نے کہا۔

"ابھی تک انہوں نے نہیں بتایا۔"

ریاست مرزا نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا..

"آپ کیا کہتے ہیں۔"

"مجھے کام کیا کرنا ہوگا۔"

"جو کام آپ نے مجھے کر کے دکھائے... بس وہ کام کرنا ہوں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ نہایت معمولی اور سستی ترین چیزوں کے ذریعے نہایت خطرناک قسم کے بم بنا سکتے ہیں.. صرف چند روپوں کے خرچ سے بڑے بڑے دھماکے کر سکتے ہیں... ان دھماکوں سے پورے شہر میں اور پھر پورے ملک میں ہل چل مچا سکتے ہیں.. بس یہی کام میں آپ سے لینا چاہتا ہوں۔"

"کک.. کیا مطلب؟" عثمان فاروق کی آواز کانپ گئی۔

"مطلب کس بات کا پوچھ رہے ہیں.. آپ ایسی چیزیں تیار کریں گے اور بس۔"

"اور.. اور آپ ان کا کیا کریں گے۔"

"وہی جو پہلے کرتے رہے ہیں... ہم اس ملک میں جگہ جگہ بم دھماکے کراتے ہیں، لیکن بم ہمیں بہت مشکل سے ملتے ہیں.. یا بہت مہنگے پڑتے ہیں.. جب کہ آپ اس قدر سستے بم بنا سکتے ہیں کہ پورے ملک میں کوئی نہیں بنا سکتا.."

"آپ.. آپ ملک میں بم دھماکے کراتے ہیں۔" فاروق عثمان چلا اٹھا۔

"ہاں.. بالکل۔"

''لیکن کیوں.. کیوں؟'' وہ چیخ پڑا۔

''اس لیے کہ یہ میرا پیشہ ہے.. اس ملک میں ان گنت طاقتیں ایسی ہیں جو اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے جا بجا دھماکے کراتی رہتی ہیں.. اب یہ کام وہ خود تو کرتی نہیں.. پوشیدہ رہ کر ہم سے یہ کام کراتی ہیں... ہم تو بس ان سے فی دھماکہ اپنی فیس وصول کرتے ہیں اور یہ فیس لاکھوں میں ہوتی ہے.. غور کرو.. چند روپے کے بم سے لاکھوں روپے.. ہاہاہا۔''

''نن نہیں.. نہیں.. نہیں۔'' وہ چلا اٹھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر تیزی سے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھا.. اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی.. لیکن کھل نہ سکا۔

''اس عمارت کے دروازے صرف میرا حکم مانتے ہیں... کیا سمجھے۔''

اس کا رنگ اڑ گیا.. چہرے پر خوف ہی خوف سمٹ آیا۔

''نن نہیں۔'' اس کے منہ سے نکلا.. اس کا گلا آن کی آن میں خشک ہو چکا تھا۔ سانس بھی مشکل سے آ رہا تھا۔

''اب یہ تو ظاہر ہے.. تم یہاں سے جا نہیں سکتے... کام کر گے.. عزت سے جی لو گے... کھا پی لو گے... نہیں کرو گے... ذلت کی موت مرو گے۔''

''میں... میں یہ کام نہیں کروں گا.. اپنے ہی ملک کے اپنے لوگوں کو اپنے بموں کے ذریعے موت کے گھاٹ نہیں اتاروں گا.. میں تو ا قسم کے تجربات صرف اس لیے کرتا رہا ہوں کہ شاید کسی وقت میں کوئی ایسا

ایجاد کرنے میں کامیاب ہو جاؤں... جو ملک کی طاقت میں اضافہ کر دے.. قوم اور ملک کے کام آ سکے..''

''اب تم یہ بم بس میرے لیے بناؤ گے۔''

''نہیں.. یہ نہیں ہو سکتا۔''

''تم نے سنا ریاست مرزا..''

''جی بھائی جان.. سنا..''

''اسے لے جاؤ.. اس کا دماغ درست کر دو.. اور مجھے آ کر خبر سناؤ کہ یہ ہمارے لیے یہ کام کرنے کے لیے تیار ہو گیا ہے۔''

''نہیں.. نہیں۔'' وہ پھر چلایا۔

ریاست مرزا اٹھا اور اسے کلائی سے پکڑ لیا.. پھر اس نے اس کمرے کے اندرونی سمت کھلنے والا دروازہ کھولا اور اسے اس کی طرف لے گیا۔

☆☆☆☆☆